ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

22 تا 28 اگست 2002ء

☆ امت مسلمہ کی زبوں حالی! (تجزیہ)

☆ انقلابی جدوجہد کا چوتھا مرحلہ: صبر محض (منبر و محراب)

☆ پاکستان: وہ لفظ جو کبھی شرمندۂ معنی نہ ہوا! (مکتوب شکاگو)

اسلام میں سماجی انصاف کی غیر معمولی اہمیت

ایک مکمل نظامِ زندگی کی حیثیت سے اسلام کی اعلیٰ ترین قدر‘اس کا آخری ہدف اور اصل مقصود و مطلوب عدلِ اجتماعی یعنی سماجی انصاف یا سوشل جسٹس ہے جس کے تین نمایاں ترین مظاہر ہیں: (۱) سماجی اور قانونی سطح پر کامل مساوات (۲) سیاسی سطح پر حریت اور (۳) معاشی سطح پر عدل و انصاف۔ چنانچہ اسلام ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جس میں نہ معاشرتی میدان میں اونچ نیچ اور ادنیٰ و اعلیٰ کا امتیاز ہو‘نہ سیاسی میدان میں جبر و استبداد کا راج اور نہ اقتصادی میدان میں انسان ظلم اور استحصال کے باعث Haves اور Have nots میں منقسم ہوں!

یہاں ایک وضاحت ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض حضرات کو خیال آئے کہ اسلام کی اعلیٰ ترین قدر تو تقرب الی اللہ اور تعلق مع اللہ یعنی بندہ اور رب کے مابین خلوص و اخلاص اور باہمی محبت و ولایت کا رشتہ ہے! تو اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ واقعہ یہی ہے کہ اسلام انفرادی سطح پر بندۂ مومن کو جو بلند ترین نصب العین عطا کرتا ہے وہ رضائے الٰہی اور فلاحِ اُخروی کا حصول ہے‘ لیکن اس حقیقت سے صرفِ نظر کر لینا بھی شدید قسم کی بے حسی اور ناانصافی ہوگی کہ جس خطۂ ارضی میں نظامِ اجتماعی ظالمانہ اور استحصالی ہو وہاں کے لوگوں کی عظیم اکثریت کولہو کے بیلوں اور بار برداری کے جانوروں کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے اور فرمانِ نبوی ﷺ ((کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا)) یعنی ”قریب ہے کہ فقر و احتیاج کفر کی صورت اختیار کر لیں!“ اور قولِ شاعر ؎

”دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا — تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے!“

کے مصداق ان میں نہ اتنا شعور باقی رہ جاتا ہے کہ اپنے خالق و مالک کی معرفت حاصل کر سکیں‘ نہ اتنی فرصت ہی حاصل ہوتی ہے کہ ؏ ”بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کئے ہوئے!“ کے مصداق اسے یاد کر سکیں یا اس سے لو لگا سکیں! اس سلسلے میں امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی کا یہ قول آبِ زر سے لکھنے کے قابل اور لوحِ قلب و ذہن پر نقش کر لینے کا مستحق ہے کہ تقسیمِ دولت کا غیر منصفانہ نظام ایک دو دھاری تلوار ہے جو معاشرے کو دونوں جانب سے کاٹتی ہے‘ کیونکہ اس کے نتیجے میں ایک جانب ایک محدود طبقے میں دولت کا ارتکاز ہو جاتا ہے جس سے انسان ڈھور ڈنگر کی صورت اختیار کر لیتے ہیں! بنا بریں خانقاہی نظام کے برعکس‘ جو مجاہدۂ نفس اور ریاضت و مراقبہ ہی کو مقصود و مطلوب بنا لیتا ہے‘ اسلام نے اپنا ”ذروۂ سنام“ یعنی چوٹی کا عمل جہاد فی سبیل اللہ کو قرار دیا ہے جس کا اصل ہدف ہے: ”قیامِ نظامِ عدلِ اجتماعی اور ظلم اور استحصال اور استبداد کا خاتمہ!!

(امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی زیر طبع کتاب ”عہد حاضر میں اسلامی ریاست و معیشت کے چند بنیادی مسائل“ سے ایک اقتباس)

سورۃ البقرۃ (۷۶)

(گزشتہ سے پیوستہ)

بسم اللہ الرحمن الرّحیم

(البقرۃ:۱۴۳)

سیدھی سی بات ہے کہ نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت اور رسالت ختم ہونے کے بعد کارِ رسالت کی ذمہ داری امت کے کندھوں پر آ گئی۔ اب اللہ کا دین بنی نوع انسان تک پہنچانا افرادِ اُمت کا کام ہے۔ کیونکہ حضرت محمد ﷺ محض کسی ایک قوم یا ملک کے لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے بلکہ آپؐ تو پوری نوع انسانی کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپؐ نے بنفس نفیس صرف اہل عرب پر اتمام حجت کا حق ادا کیا۔ اگر چہ آپؐ کی دعوت وقت کے بادشاہوں ہرقل' کسریٰ اور مقوقس کے پاس بھی پہنچی مگر یہ اتمامِ حجت کے درجے کی نہیں تھی۔ ان بادشاہوں کے ملکوں میں کروڑوں انسان ایسے ہوں گے جن تک اس وقت یہ خبر بھی نہ پہنچ پائی تھی کہ محمد ﷺ نام کا کوئی رسول عرب کے اندر مبعوث ہوا ہے۔ تو محض بادشاہوں کے نام خطوط ارسال کرنے سے پوری قوم کے اندر تو حجت قائم نہیں ہوگئی۔ آپؐ کے حینِ حیات پورے جزیرہ نمائے عرب پر جس کی آبادی اس وقت چند لاکھ کے آس پاس ہوگی' 23 برس کی محنت شاقہ کے نتیجہ میں حجت پورے طور پر قائم ہوگئی تھی مگر یہ تو چند لاکھ افراد کی بات ہے' نسل انسانی کے دیگر کروڑوں افراد جو اس وقت دنیا میں موجود تھے' ان پر حجت کون قائم کرے گا۔ ان کو دین کی دعوت اور اللہ کا پیغام کون پہنچائے گا۔ یہ بات آپؐ نے خطبہ حجۃ الوداع میں واضح کردی۔ سوا لاکھ کا مجمع تھا۔ آپؐ نے سوال کیا: لوگو' دیکھو میں نے پہنچا دیا کہ نہیں پہنچایا۔ پوری قوم نے کہا: ہم گواہ ہیں کہ آپؐ نے حقِ تبلیغ ادا کردیا' حقِ نصیحت ادا کردیا' حقِ امانت ادا کردیا۔ آپؐ نے تین مرتبہ یہ سوال دہرایا۔ ہر دفعہ پورے مجمع سے ایک ہی آواز آئی۔ پھر آپؐ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے ہوئے کہا' اے اللہ' تو بھی گواہ رہ' یہ مان رہے ہیں کہ میں نے پہنچا دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا فلیبلغ الشاھد الغائب ''پس اب جو یہاں موجود ہیں وہ ان کو پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں''۔ یعنی یہ بوجھ اب میرے کندھوں سے اتر کر تمہارے کندھوں پر آ گیا ہے۔ میری بعثت پوری نوع انسانی کے لئے ہے۔ یہ عظیم منصب ہے جو تمہیں عطا ہوا ہے۔ اپنے قول وعمل سے دین کی گواہی دینا اگرچہ بہت بڑی فضیلت کی بات ہے مگر اس کے ساتھ دنیا میں سخت مشقت اور تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔ آنحضور ﷺ اور آپؐ کے جاں نثار ساتھیوں کو اس مقدس فریضے کی ادائیگی کے دوران اذیت پہنچانے اور تنگ کرنے میں کون سی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی۔ ہر طرح سے ستایا گیا۔ کوڑے مارے گئے۔ جانوروں کی لاشوں کی طرح گھسیٹا گیا۔ انگاروں پر لٹایا گیا۔ بے دردی کے ساتھ ذبح کیا گیا۔ حضرت حمزہؓ جو آپؐ کے خالہ زاد' دودھ شریک بھائی اور سگے چچا تھے' بچپن کے ساتھی اور ہم عمر دوست بھی تھے' ان کی لاش آپؐ کے سامنے اس حال میں لائی گئی کہ کان اور ناک کاٹے ہوئے اور پیٹ چاک کرکے کلیجہ چبایا گیا تھا' تو سوچئے کہ آپؐ کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ کارِ رسالت میں آپؐ نے یہ سختیاں جھیلیں۔ کئی کئی دن کا فاقہ برداشت کیا۔ آپؐ کی دلسوزی' ہمدردی اور خلوص کے باوجود آپؐ کو زبان اور ہاتھ سے اذیتیں پہنچانے میں حد کردی گئی۔ اصل میں یہی بات ہے جو سمجھنے کی ہے کہ اے مسلمانو' تم اسے صرف منصب نہ سمجھ بیٹھنا' بلکہ یہ بڑی بھاری ذمہ داری کا بوجھ ہے جو تمہارے کندھوں پر آن پڑا ہے۔ تمہاری تاج پوشی تو ہوئی ہے مگر یہ ایک اعتبار سے کانٹوں بھرا تاج ہے جو تمہارے سر پر سجایا جا رہا ہے۔ اب تمہیں تبلیغ دین کا کام کرنا ہے اور اس دین کو پورے عالم کے لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اگر آج ہم نہیں پہنچا رہے تو پوری دنیا کی طرف سے قیامت کے دن ہمارے خلاف استغاثہ ہوگا۔ لوگ کہیں گے: اے اللہ! یہ تھے تیرے نبی کے وارث' تیرے دین کے علم بردار' انہوں نے تو خود دین پر عمل نہیں کیا' ہمیں کیا پہنچاتے۔ تو ہماری گمراہی کا وبال بھی ان کے اوپر ہے کیونکہ ہماری گمراہی کے ذمہ دار بھی یہ ہیں۔

شہادت علی الناس کی یہ بڑی نازک ذمہ داری ہے جو تحویل قبلہ کے حکم کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کی امت پر ڈالی گئی ہے۔

☆ ☆ ☆

ظالم کو تقویت پہنچانے والے کی حیثیت

عَنْ اَوْسِ بْنِ شرجیل اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ مَشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَہٖ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

حضرت اوس بن شرجیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو کوئی کسی ظالم کے ساتھ چلے تاکہ اسے قوت پہنچائے اور وہ جان رہا ہو کہ وہ ظالم ہے تو وہ شخص اسلام سے نکل گیا۔''

اگر کسی ظالم کا ساتھ دینا اور اس کی کسی قسم کی مدد کرنا اتنا بڑا گناہ ہے تو سوچئے کہ خود ظلم کتنا بڑا گناہ ہوگا۔ آج دنیا میں کون نہیں جانتا کہ مختلف مملکتیں کس طرح طاقت کے نشے میں دوسروں پر ظلم کر رہی ہیں۔ ان ظالموں کا ساتھ دینے والوں کو اپنی عاقبت کی فکر کرنا چاہئے کہ نبی اکرم ﷺ ایسے حکمرانوں کو اور عوام کو جو اس ظلم پر احتجاج نہ کریں بلکہ ایسے حکمرانوں کے حامی ہوں اسلام سے نکل جانے کی خبر دے رہے ہیں۔ لیکن آج کے مسلمان کو تو دنیا کی آسائشیں حاصل کرنا اور زیادہ سے زیادہ مفادات سمیٹنا ہی پسند ہے۔ آخرت کے بارے میں تو شائد یقین بھی نہیں ہے اور اگر کوئی خیال ہے تو دنیا کی محبت وعزت اس کے مقابلے میں بہت وقعت والی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن دعویٰ پھر بھی مسلمان ہونے کا ہے۔

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حافظ عاکف سعید

یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین؟

ملک میں انتخابات کے حوالے سے گہما گہمی اور ہلچل زوروں پر ہے۔ گو سیاسی جماعتوں کو انتخابی مہم چلانے اور کنویسنگ کرنے کی اجازت تاحال نہیں ملی ہے تاہم انتخابات کے انعقاد کے حوالے سے چھائی ہوئی شکوک وشبہات کی دبیز دھند کے بادل بہت حد تک چھٹ چکے ہیں اور سیاسی جوڑ توڑ اور میل ملاقاتوں کے ذریعے جماعتوں کے گٹھ جوڑ پر مشتمل روایتی انتخابی سرگرمیوں میں تیزی آ گئی ہے۔ حکمران طبقہ سمیت ہر سیاسی جماعت اپنے داؤ پر ہے۔ اہم سیاسی شخصیتوں کو ملکی سیاست سے ناک آؤٹ کرنے کی خاطر حکومتی اقدامات کے نہلے پر سرد وگرم زمانہ چشیدہ گھاگ سیاسی رہنما دہلا مار کر اسے ناکام بنا دیتے ہیں۔ چوہے بلی کا ایک کھیل ہے جو جاری ہے۔ مفادات کے اس کھیل میں اصولوں سے غض بصر کرنے کو بالعموم ایک ناگزیر مجبوری تصور کیا جاتا ہے ـــــ عام تاثر یہی ہے کہ انتخابات کے بعد صدر جنرل پرویز مشرف کے لئے اپنی موجودہ ''مختارِ مطلق'' پوزیشن کو برقرار رکھنا مشکل ہوگا ـــــ قوت واختیار کا یہ ارتکاز جو آج ان کی شخصیت میں ہے' بعد میں باقی نہیں رہے گا خواہ وہ اپنے اس خصوصی اختیار کے تحفظ کے لئے کیسے ہی جتن اور کتنی ہی تدابیر کیوں نہ کرلیں ـــــ دعا تو ہماری بھی یہی ہے کہ ان انتخابات کے نتیجے میں کسی ایک شخص کے ''مقتدرِ مطلق'' ہونے کا طلسم ٹوٹنے اور یہ تکلیف دہ صورت حال کہ کوئی ایک شخص از خود اس ملک کے سیاہ وسفید اور یہاں کے عوام کی تقدیر کا مالک بن بیٹھا ہے' ختم ہو ـــــ لیکن کیا واقعی آئندہ انتخابات کے نتیجے میں ہمارے جملہ قومی وملی مسائل حل ہو جائیں گے؟ کیا وہ حقیقی جمہوریت جس میں جمہور کی رائے کا احترام اور ان کے مفادات کا خیال رکھا جاتا ہو' واقعی خورشید تازہ کی طرح طلوع ہو سکے گی؟ کیا پاکستان اپنی اصل منزل یعنی قیام نظامِ اسلامی کی جانب پیش رفت کر سکے گا ـــــ یہ وہ سوالات ہیں جس کا کوئی مثبت اور امید افزا جواب دینا مشکل ہے۔

ماضی قریب کی سیاسی تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ گزشتہ کچھ عرصے سے ہمارے ملکی معاملات میں امریکی مداخلت اور امریکی اثر ونفوذ اس قدر بڑھ چکا ہے کہ یہاں حکومتوں کا بننا اور ٹوٹنا بالعموم واشنگٹن میں طے پاتا ہے ـــــ یہ اب کوئی سربستہ راز نہیں ہے کہ نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کے دو دو بار برسرِ اقتدار آنے اور ہر بار اپنی مدت حکومت مکمل ہونے سے قبل برطرف کئے جانے میں اصل کردار فوج ہی کا تھا جو ان معاملات میں گرین سگنل کے لئے واشنگٹن کی جانب ہی دیکھتی رہی ہے۔ معین قریشی بھی براہ راست امریکہ نے ہی ہم پر مسلط کئے تھے اور ایک مضبوط رائے کے مطابق' جس سے ہمیں تاحال اتفاق نہیں ہے' صدر مشرف کا برسرِ اقتدار آنا بھی اتفاقی نہیں تھا بلکہ واشنگٹن میں طے شدہ تھا' واللہ اعلم ـــــ بہرکیف اس بحث سے قطع نظر کہ صدر مشرف کا اقتدار پر تسلط حاصل کرنا اتفاقی تھا یا امریکی منصوبہ بندی کا حصہ تھا' یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ان کا اڑھائی سال تک برسرِ اقتدار رہنا اس کے بغیر ممکن نہیں تھا کہ وہ خود کو امریکی پالیسی سے ہم آہنگ کرتے ہوئے امریکی حکومت کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیابی حاصل نہ کرتے ـــــ اقتدار پر قابض ہوتے ہی صدر مشرف نے واشنگٹن کا اعتماد حاصل کرنے کی خاطر پے بہ پے کئی اقدامات کئے اور 11 ستمبر 01ء کے بعد تو گویا من وتو کا فرق ہی ختم ہو گیا اور ''من تو شدم تو من شدی'' والی کیفیت پیدا ہو گئی۔

گزشتہ 14 برس کی سیاسی تاریخ کے دوران حکومتوں کے بننے اور ٹوٹنے کے عمل کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو صاف نظر آ جائے گا کہ ہر حکومت کو خواہ وہ جمہوری طریقے پر برسرِ اقتدار آئی ہو یا غیر جمہوری ذریعے سے' امریکہ نے اس کی بساط کے مطابق اپنے ناپاک ایجنڈے کی تکمیل کے لئے استعمال کیا اور ایک حد تک کام لینے کے بعد جب یہ محسوس کیا کہ وہ حکومت آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی غلام بن کر عوام میں مقبولیت کھو چکی ہے اور نفرت کی علامت بنتی جا رہی ہے تو فوج کے ذریعے یا فوج کی سرپرستی میں کسی دھڑا گروپ کے ذریعے گرتی ہوئی دیوار کو دھکا دینے کا کام لیا گیا اور ایک نئے مہرے کو سامنے لے آیا گیا ـــــ پاکستان کے حوالے سے امریکی ایجنڈے میں سرفہرست یہاں سیکولرازم کا فروغ ہے۔ اسی طرح فرقہ واریت کو ہوا دے کر دین ومذہب سے متنفر کرنا بھی اسی ایجنڈے کا حصہ ہے۔ مزید برآں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ذریعے پاکستانی معیشت کو مفلوج اور پاکستانی حکومت کو یرغمال بنائے رکھنا' عوام پر براہ راست اور بالواسطہ ٹیکسوں کے ذریعے اور یوٹیلٹی بلز میں مسلسل اضافے کے ذریعے انہیں محض معاشی حیوان بنا کر دینی ومذہبی روح سے محروم کرنا' پاکستان کے جہادی عناصر اور یہاں کے عوام کے سینوں میں موجزن جہادی جذبات کو کچلنے کا سامان کرنا اور پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کو رول بیک کروانا بھی امریکی ایجنڈے کا مستقل حصہ ہے۔

ملک کے سیاسی زعما اور دینی قائدین سے ہمارا سوال ہے کہ کیا آئندہ انتخابات کے ذریعے ہمیں اس منحوس چکر سے نجات مل سکے گی جس میں ہم گزشتہ چودہ پندرہ برسوں سے گرفتار ہیں اور جس کا منحوس شکنجہ ہمارے گرد سخت سے سخت تر ہو رہا ہے ـــــ کیا ہم نے ایک زندہ قوم ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے ایسے اقدامات کئے ہیں جن کے نتیجے میں ہم وثوق سے کہہ سکیں کہ ہم امریکہ' آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی غلامی کے شکنجے سے نکل آئیں گے اور ہماری آئندہ حکومت محض ایک امریکی مہرہ نہیں ہوگی؟ ـــــ ہماری ناقص عقل کے مطابق ملکی حالات میں انتخابات کے بعد بھی محض چہروں کی تبدیلی کے سوا کوئی قابلِ ذکر تبدیلی واقع نہیں ہوگی اور اگر ہو گئی تو یہ چیز ایک معجزے سے کم نہیں ہوگی!

ہفت روزہ **ندائے خلافت** لاہور | مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ لاہور | بانی: اقتدار احمد مرحوم
سی پی ایل نمبر: 127 جلد: 11 شمارہ: 33 | پبلشر: اسعد احمد مختار طابع: رشید احمد چودھری | مدیر: حافظ عاکف سعید
سالانہ زرِتعاون: 250 روپے قیمت: 5 روپے | مقامِ اشاعت: 36- کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501 | نائب مدیر: فرقان دانش خان

انقلابی جدوجہد میں صبرِ محض کے مرحلے کا آغاز پہلے دن سے ہی ہو جاتا ہے

صحابہ کرام نے دس برس تک ہر طرح کے ظلم اور تشدد کو حضورؐ کے حکم پر خاموشی سے برداشت کیا

صبر محض کے ذریعے انقلابی جماعت کو معاشرے میں اپنی جڑیں مضبوط کرنے کا موقع ملتا ہے

ظالمانہ نظام کے رکھوالوں کے ستم جھیلنے سے خاموش اکثریت کی ہمدردیاں انقلابیوں کے ساتھ ہو جاتی ہیں

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے 16 اگست 2002ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ مطہرہ سے ماخوذ انقلابی جدوجہد کے چھ مراحل میں سے پہلے تین کا بیان مکمل ہو چکا۔ اب گنتی کے اعتبار سے یہ چوتھا مرحلہ آتا ہے جس کا عنوان صبر محض (Passive Resistance) ہے۔ گنتی میں اگرچہ یہ چوتھا مرحلہ ہے لیکن انقلابی جدوجہد میں اس مرحلہ کا آغاز پہلے دن سے ہی ہو جاتا ہے۔ دراصل کسی انقلابی جدوجہد میں باقاعدہ تصادم یا یوں کہئے Active Resistance کا مرحلہ تو بالکل آخر میں آتا ہے لیکن اس سے پہلے بھی ایک کشاکش جاری رہتی ہے جس کے لئے مناسب لفظ Passive Resistance ہے' لیکن یہ بھی تصادم ہی کی ایک صورت ہے۔ اس تصادم یا کشاکش کا آغاز کرنے والے کون ہیں؟ یہ بات کڑوی ہے کہ تصادم کا آغاز انقلاب کے علم برداروں کی طرف سے ہوتا ہے۔ کیوں کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ نظام غلط ہے۔ تمہارے عقائد غلط ہیں۔ تمہارے اسلاف کے طور طریقے غلط تھے۔ یہ نظام ظالمانہ ہے' وغیرہ۔ اس کا ردعمل تو ظاہر ہوگا! لوگ کہیں گے اس نظام میں کوئی خرابی نہیں ہے' تمہارا دماغ خراب ہے۔ ہمارے عقائد میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ ہمارے آباء و اجداد سے یہ نظام چلا آ رہا ہے اور آج تم کہتے ہو کہ ہمارے سارے بزرگ گمراہ تھے! ظاہر بات ہے کہ یہ ردعمل فطری ہے۔ گویا کہ انقلابی جدوجہد میں تصادم ناگزیر ہے۔ صرف تبلیغی' تعلیمی' نظریاتی کام کرنا ہو' آپ معاشرے میں رائج نظام کو چیلنج نہ کریں تو کوئی تصادم نہیں ہو گا۔ عیسائی مبلغین عیسائیت کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں' کوئی تصادم نہیں ہوتا۔ وہ جا کر یہ نہیں کہتے کہ تمہارا نظام غلط ہے۔ صرف یہ کہتے ہیں کہ مسیح ایک شخصیت تھی' وہ خدا کا بیٹا تھا' اس کو مان لو' تمہارے سارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ اس طریقے سے دعوت و تبلیغ کو پھیلاتے چلے جایئے' کوئی تصادم نہیں ہوگا۔ لیکن اگر یہ کہیں گے کہ نظام غلط ہے' اسے بدلنا ضروری ہے' تو تصادم ناگزیر ہے۔ یہ نکتہ میں اس لئے وضاحت سے بیان کر رہا ہوں کہ کچھ لوگ "نیک دل" ہوتے ہیں جنہیں تصادم پسند نہیں ہوتا۔ اور عافیت بھی اسی میں ہے کہ ٹکراؤ نہ ہو۔ وہ کوئی اصلاحی' تعلیمی یا تبلیغی کام کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ انقلابی جدوجہد میں تصادم ناگزیر ہے۔ تصادم کا الزام آپ معاشرے کو نہیں دے سکتے بلکہ تصادم کا آغاز کرنے والے خود انقلاب کے علمبردار ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ نظام غلط ہے۔ حضور ﷺ کی سیرتِ مطہرہ میں جو تصادم ہوا اس کے حوالے سے سمجھ لیجئے کہ پہلے تین سال حضور ﷺ کی دعوت انفرادی اور شخصی Person (to person) تھی' جو قریبی رشتہ داروں اور احباب وغیرہ تک خاموشی کے ساتھ جاری تھی۔ اس دوران بھی جو مخالفت ہوئی یا معاشرہ کی طرف سے جو ردعمل آیا ہے' اس کے بارے میں دو باتیں نوٹ کر لیجئے۔ (۱) وہ صرف زبانی کلامی تھا (۲) یہ سارا ردعمل "داعی" یعنی رسول اکرم ﷺ کی ذات پر مرکوز تھا۔

حضور ﷺ نے جب اعلان کیا کہ یہ نظام غلط ہے تو ابتدا میں لوگوں نے کہا تم پاگل ہو' مجنون ہو (معاذ اللہ)' پھر شاعر کہا' پھر کاہن کہا' مسحور کہا' پھر کذاب تک کہہ دیا۔ تین سال تک یہ ہوا لیکن کسی مسلمان کو کوئی گزند نہیں پہنچایا گیا' کوئی تکلیف نہیں دی گئی۔ کفار نے یہ سمجھا تھا کہ اگر ہم کسی طریقے سے داعی کی قوت ارادی کو کچلنے میں کامیاب ہو جائیں اور وہ ہماری باتوں سے دل گرفتہ ہو کر یہ کام چھوڑ دیں تو بس کامیابی ہو گئی۔ کسی اور کو تکلیف دینے کی ضرورت کیا ہے۔ لیکن چوتھے سال سے ایک نیا مرحلہ شروع ہو گیا۔ ان لوگوں نے جب دیکھا کہ ہماری ساری زبانی کلامی کردار کشی ناکام ہو گئی اور محمد ﷺ ثابت قدم کھڑے ہیں' ان کی قوت ارادی میں کہیں کوئی کمی نہیں بلکہ خطرناک بات یہ ہے کہ دو طبقات تک ان کی بات پہنچ رہی ہے تو انہیں تشویش لاحق ہوئی۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ غلاموں کا طبقہ محمد ﷺ کے گرد جمع ہو رہا ہے۔ اگر ان میں بغاوت کے آثار پیدا ہو گئے اور یہ محمد ﷺ کے ساتھ جڑ گئے تو پھر ان کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ اسی طرح اونچے گھرانے کا نوجوان طبقہ بھی محمد ﷺ کے گرد جمع ہو رہا تھا۔ نوجوان طبقہ کے بارے میں سب کو معلوم ہے کہ ان میں ہمت و جرأت ہوتی ہے۔ جس بات کو حق سمجھ لیں اس کے لئے تن من دھن لگا دیتے ہیں۔ ان میں مصلحت کوشی نہیں ہوتی۔ مشرکین مکہ نے سوچا کہ اگر یہ بات ہمارے نوجوانوں میں زیادہ گھر کر گئی تو پھر اس دعوت کا راستہ روکنا ناممکن ہو جائے گا۔ لہٰذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب انہیں مارو' پیٹو' بھوکا رکھو۔ چنانچہ اونچے گھرانوں کے نوجوان گھروں کے اندر بند کر دیئے گئے۔ لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے' انہیں فاقہ کشی پر مجبور کیا گیا تاکہ ان کو دن میں تارے نظر آ جائیں اور ان کا سارا ذوقِ ایمان ختم ہو جائے۔ جب بھوک لگے گی تو خود بخود سیدھے راستے پر آ جائیں گے۔ ان کو مارا پیٹا بھی گیا۔ حضرت عثمانؓ کو ان کے چچا نے ایک چٹائی کے اندر لپیٹ کر دھواں دے دیا۔ یہ سب کچھ ہوا۔ غلاموں پر جو ستم توڑے گئے وہ تاریخِ انسانی کا ایک نہایت تاریک باب ہے۔ حضرت بلالؓ کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہوا۔ امیہ بن خلف ان کو مارتا تھا۔ پھر زمین جب توے کی طرح جل رہی ہوتی تھی تو ننگی پیٹھ لٹا دیتا تھا اور چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیتا تھا لیکن اس حالت میں بھی وہ کہتے تھے احد احد۔ کبھی ان کی گردن میں رسی باندھ کر چھوکروں کو دے دیا جاتا جو انہیں مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے۔ یہ ساری سختیاں ہوئیں۔ سب سے لرزا دینے والا واقعہ حضرت خبابؓ بن الارت کے ساتھ پیش آیا۔ وہ غریب لوہار تھے۔ ان کی قمیض اتار کر انہیں دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا گیا۔ کمر کی کھال جلی' چربی پگھلی جس سے انگارے ٹھنڈے ہوئے۔ بہرحال اس جسمانی تشدد اور Persecution کے حوالے سے نوٹ کرنے کی ایک بات بہت اہم ہے جسے ہمارے سیرت نگاروں نے زیادہ نمایاں نہیں کیا' وہ یہ کہ اس تشدد کے دوران حضور ﷺ کا حکم یہ تھا کہ کوئی جوابی کارروائی نہیں کرو گے۔ جو تشدد کیا جائے اُسے جھیلو' برداشت کرو۔ آپ سوچئے جو کچھ حضرت خبابؓ کے ساتھ کیا گیا تھا اگر انہیں

امت مسلمہ کی زبوں حالی

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں

ابوالحسن

کسی نے ایک قوی ہیکل درخت سے پوچھا کیا بات ہے کہ تو اتنا بڑا اور مضبوط دکھائی دیتا ہے لیکن لوہے کا ایک حقیر سا ٹکڑا (آری) تجھے کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ اس نے ایک درد ناک مسکراہٹ سے جواب دیا لوہے کے اس ٹکڑے کی کیا جرأت ہے کہ وہ مجھے کاٹ سکے۔ درحقیقت میرا اپنا بھائی جو اس لوہے کی پشت پر ہوتا ہے اس کی مدد سے وہ مجھے کاٹ پاتا ہے۔ یہ کہانی آج امت مسلمہ پر مکمل طور پر منطبق ہو رہی ہے۔ امریکہ اتنی بڑی قوت ہونے کے باوجود افغانستان پر حملہ کی جرأت نہیں کر سکتا تھا اگر مسلمان ممالک ایک مٹھی بن کر اس کے راستے میں حائل ہو جاتے۔ اگر پاکستان ترکی اور وسط ایشیا کی مسلم ریاستیں برادر ملک افغانستان کو بچانے کے لئے سینہ سپر ہو جاتیں تو امریکہ کے پاس افغانستان تک پہنچنے کا کون سا راستہ تھا۔ ہماری بے حسی کا اندازہ کریں کہ امریکہ نے آج کل افغانستان میں اتحادی فوجوں کی سربراہی ترکوں کو تھما دی ہے اور ترکی یہ فریضہ فخریہ انداز میں بڑے خلوص اور محنت سے ادا کر رہا ہے۔

اسی طرح بھارت آج پاکستان کی سرحدوں پر غرا رہا ہے اور امریکہ کے توسط سے ہم سے توہین آمیز شرائط منوا رہا ہے۔ اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ ان دونوں ممالک کو معلوم ہے کہ اگر پاکستان کے خلاف بھارت محاذ کھولے گا تو کوئی دوسرا مسلمان ملک "لپ سروس" کے سوا اس کے خلاف کچھ نہیں کرے گا۔ حالانکہ بھارت کی معیشت کا انحصار خلیج کی مسلم ریاستوں اور مشرق وسطیٰ کے دوسرے مسلم ممالک کے ساتھ تجارت پر ہے۔ اگر صرف اس خطہ کے مسلم ممالک بھارت پر کشمیر کے سلسلہ کے حل یا پاکستان سے اچھے تعلقات کی شرط تجارتی تعلقات کے ساتھ عائد کر دیں تو بھارت چند روز میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے۔

مسلم ممالک میں اختلافات بلکہ انتشار کی وجہ سے امریکہ جنوبی ایشیا میں مسلم ریاست افغانستان کو راکھ کا ڈھیر بنا چکا ہے اور پاکستان کے ہاتھ پاؤں باندھنے کے بعد اب مشرق وسطیٰ میں عراق کی طرف بڑھنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ مسلم ممالک کی عوام میں امریکہ کے خلاف نفرت اب چونکہ اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے اور مسلم ممالک کے حکمران اس عوامی نفرت کو اپنے خلاف خطرے کی گھنٹی تصور کر رہے ہیں لہٰذا وہ امریکہ جا جا کر صدر بش کے دربار عالیہ میں درخواستیں کر رہے ہیں کہ عراق پر حملہ کی صورت میں ان کے ملک میں عوامی نفرت کا ایسا ریلا اٹھ جائے گا جو امریکہ کی دوست حکومت کو بہا لے جائے گا یعنی عراق سے اس لئے ہمدردی نہیں ہے کہ وہ برادر اسلامی ملک ہے بلکہ امریکہ کو حملہ سے اس لئے باز رکھنے کی کوشش اس لئے کی جا رہی ہے کہ ان کی حکومت ختم ہو سکتی ہے اور امریکہ کو یہ نقصان ہوگا کہ وہ مسلم ممالک میں دوست حکومتوں سے محروم ہو جائے گا۔

یورپ بھی چونکہ امریکہ کی دنیا پر مکمل بالادستی کو اپنے مفادات کے خلاف سمجھتا ہے۔ لہٰذا عراق پر بلا جواز حملہ کی وہ بھی مخالفت کر رہا ہے۔ برطانیہ جو امریکہ کی ہاں میں ہاں ملانا اپنا فرض سمجھتا ہے وہاں کے وزیر اعظم بلیئر کو بھی امریکہ کی حمایت کے حوالہ سے بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ اس وقت دنیا میں ایک بھی ملک ایسا نہیں ہے جس نے عراق پر حملہ کرنے کے معاملہ میں امریکہ کی کھل کر حمایت کرنے کا اعلان کیا ہو۔ نہ صرف بیرون ملک بلکہ خود امریکہ میں اس سلسلہ میں شدید اختلاف ہے۔ سوال یہ ہے کہ تمام رکاوٹوں کے باوجود اور دنیا بھر کی مخالفت مول لے کر امریکی حکومت عراق پر حملہ کرنے پر کیوں تلی ہوئی ہے۔ یہ جاننے کے لئے سب سے پہلے موجودہ امریکی صدر کی فیملی کا پس منظر سمجھنا ضروری ہے۔ بش ایک کاروباری گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں' ان کی فیملی تیل کی بہت بڑی کمپنی کی مالک ہے۔ امریکہ میں انیس بڑی تیل کی کمپنیاں ہیں۔ ان سب نے مل کر اپنے نمائندے کی حیثیت سے بش کو صدارتی امیدوار بنایا تھا کیونکہ ان کا سیاسیات سے بھی تعلق تھا' ان کے والد امریکہ کے صدر رہ چکے تھے جبکہ وہ خود اور ان کے برادر خورد دو مختلف ریاستوں کے گورنر تھے۔ مقصد خالصتاً کاروباری تھا کہ امریکہ میں تیل کی تجارت وصنعت کو مکمل حکومتی سرپرستی حاصل ہو جائے اور دنیا کے ان تمام علاقوں کو زیر نگیں کیا جائے جہاں مستقبل میں تیل کے ذخائر برآمد کئے جا سکتے ہیں۔ اسی تجارتی نکتہ نظر سے پہلے طالبان حکومت کے ساتھ تیل کی پائپ لائن بچھانے کا معاہدہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ مذاکرات کامیابی سے چل رہے تھے معاہدہ تقریباً طے پا چکا تھا لیکن نامعلوم وجوہات کی بنا پر تعطل پیدا ہو گیا اور معاہدہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ لہٰذا افغانستان کے معدنی وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے اسامہ کا عذر گھڑ لیا گیا اور وہاں فوجی قوت سے قبضہ کر کے تیل کی دولت لوٹنے کا پروگرام ہے۔ بعینہ اسی طرح عراق کا معاملہ ہے۔ عراق میں مشرق وسطیٰ کے کل تیل کا ایک چوتھائی حصہ ہے۔ بش فیملی اور دوسری امریکی تیل کمپنیاں چاہتی ہیں کہ عراق پر خود قبضہ جمایا جائے یا وہاں بھی کوئی حامد کرزئی پیدا کر کے دولت کی ایسی لوٹ مار کی جائے کہ کوئی ہاتھ روکنے والا نہ ہو۔ عراق پر حملہ کرنے کی کچھ دوسری وجوہات بھی ہیں۔ مصر کے بعد مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کے لئے عراق ایک بڑا خطرہ ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر امریکہ اور اس کے حواری عراق کی عسکری قوت کے بارے میں جھوٹا اور گمراہ کن پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں اور امریکی عوام کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ عراق نے ایسے جراثیمی اور کیمیائی ہتھیار بنا لئے ہیں اور وہ ایٹمی ہتھیار بھی بنا رہا ہے لہٰذا خود امریکہ کی سلامتی کے لئے عراق کو تہس نہس کر دینا یا موجودہ خطرناک قیادت کو تبدیل کر دینا حکومت کی فوجی ذمہ داری ہے۔ اگرچہ عراق کا امریکہ کی سلامتی کے لئے خطرہ بن جانا سفید جھوٹ ہے لیکن اس کے پاس ایسی تربیت یافتہ فوج اور مناسب قوت ہے جس سے وہ کل کلاں اسرائیل کے لئے خطرہ بن سکتا ہے عام خیال یہی ہے اور یقیناً اس میں وزن ہے کہ اسرائیل اپنی سلامتی کے لئے عراق میں تباہی پھیلانا چاہتا ہے اور اس کے لئے وہ امریکی کندھے استعمال کر رہا ہے۔ یہودی لابی نہ صرف امریکی انتظامیہ میں بڑا اثر و رسوخ رکھتی ہے بلکہ وہ خود امریکی انتظامیہ کا حصہ بن چکی ہے لہٰذا وہ امریکہ کو عراق پر حملے کی طرف دھکیل رہی ہے۔ عراق پر حملہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ افغانستان کو تباہ و برباد کر دینے اور کابل میں اپنی مرضی کی حکومت قائم کر دینے کے باوجود امریکہ کے افغانستان میں قدم جم نہیں رہے طالبان گوریلا کارروائیاں کر رہے ہیں جس سے امریکی کمانڈوز ہلاک ہو رہے ہیں اور امریکہ کو ایسی تجارت ہی نہیں سیاست بھی وارا نہیں کھاتی جس میں اسے نعشیں وصول کرنی پڑیں۔ دوسری طرف افغانستان سے کسی قسم کی پسپائی اسے کہیں کا نہیں چھوڑے گی لہٰذا عین ممکن ہے کہ افغانستان سے پسپائی کو عراق کی فتح میں لپیٹ دیا جائے

(باقی صفحہ 14 پر)

پاکستان: وہ لفظ جو کبھی شرمندۂ معنی نہ ہوا

پاکستان کے سابق سکواش چیمپئن عبدالواحد کی 18 سالہ باصلاحیت صاحبزادی ثناء عبدالواحد نے جو کراچی کے کامرس کالج میں سالِ دوم کی طالبہ ہیں' مانچسٹر میں ہونے والے حالیہ 17 ویں دولتِ مشترکہ کے کھیلوں میں خواتین کے پیراکی کے مقابلوں میں شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سال ''آزادی'' کی خوشیوں کو دوبالا کردیا ہے۔ پیراکی کے غیر شائستہ لباس میں ملبوس ان کے اس زریں کارنامے کی نیم عریاں تصاویر پاکستانی پرچم کے جلو میں فخریہ اخبارات کی زینت بنائی جارہی ہیں اور یہ اپیلیں کی جارہی ہیں کہ پاکستان میں خواتین کو بھی مردوں کی طرح پیراکی کی جدید سہولیات فراہم کی جائیں۔ ہمیں یاد ہے کہ وطنِ عزیز میں جشنِ آزادی کو انتہائی دھوم دھام سے منانے کا سلسلہ 1980ء کی دہائی سے شروع ہوا تھا اور ہم بھی اپنے سکول میں یہ مقدس نعرہ لگایا کرتے تھے کہ ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ''۔ یومِ آزادی کی تقریبات میں تقریری مقابلے بھی ہوا کرتے تھے جن میں بار بار یہی یاددہانی کرائی جاتی تھی کہ ہمیں قائداعظم' علامہ اقبال اور دیگر مفکرینِ پاکستان کی انتھک اور مسلسل کوششوں اور لاکھوں افراد کے آگ اور خون کے دریا عبور کرنے کے نتیجے میں یہ آزادی اس لئے نصیب ہوئی ہے تاکہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنایا جاسکے—— لیکن اس کے برعکس ہم نے اپنے فرائضِ دینی و ملی کو عیش وعشرت اور تقلیدِ مغرب کی لوریاں دے کر پرسکون نیند سلادیا ہے۔ لہٰذا آج مانچسٹر میں ہزاروں نامحرموں کے سامنے دخترِ پاکستان نامکمل لباس میں پیراکی کا مظاہرہ کرتی ہے' ٹیکساس کا ایک پاکستانی باپ پاکستانی کیمونٹی سے چندہ اکٹھا کرتا ہے تاکہ اپنی 16 سالہ بیٹی کو مس ورلڈ کے مقابلوں میں شریک کرا سکے' جنید جمشید اور ابرارالحق امریکہ میں ثقافتی شو کے دوران سٹیج پر لنگور کی طرح اچھل اچھل کر گاتے ہوئے دخترانِ پاکستان کو سٹیج پر آکر اپنے ساتھ نہ صرف رقص کرنے کی دعوت دیتے ہیں بلکہ حاضرین میں بیٹھے ان کے باپ بھائی کی موجودگی میں دیدہ دلیری سے ان کے بوسے بھی لیتے ہیں کہ ہماری معاشرت میں اب ''باپ کی عزت' بھائی کی غیرت'' محض کتابی باتیں ہیں۔ یہ قوم قائداعظم کے پڑھائے ہوئے تمام سبق بھول گئی ہے۔ ہم اپنی تہذیب' اپنے لباس اور اپنی پاکستانیت سے طوطا چشمی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہم فراموش کرچکے ہیں کہ قائداعظم وہ عظیم ہستی تھے جنہوں نے مسلمانوں کو چودہ سو برس بعد یہ نادر موقع فراہم کیا کہ وہ ایک خطۂ زمین پر نظامِ خداوندی کے نفاذ کی برکتوں کا عملی تجربہ کرکے دیکھ لیں۔ لیکن اس کے برعکس ہم نے پہیئے کو بالکل الٹا چلا ڈالا۔ آج دیگر قومیں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہیں اور ہم تنزل کی گلیوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ آج کوئی ہم وطن اس وقت تک ماڈرن اور خوشحال سمجھا ہی نہیں جاسکتا جب تک وہ امریکہ اور یورپ میں گرمیوں کی چھٹیاں نہ گزار لے' اپنے گھر کی خواتین کو جینز پہنا کر بازاروں میں کھلے سر نہ گھمالے اور منہ ٹیڑھا کرکے انگریزی نہ بول لے۔ رہ گیا دین پر چلنے کا کام تو وہ مذہبی

رعنا ہاشم خان

اور دینی جماعتیں کر ہی رہی ہیں۔ ویسے بھی عوام کی اکثریت کو زیادہ شغف تصوف اور روحانیت سے ہے۔ لہٰذا ''بری بری امام بری'' سے لے کر ''شمس الدین عظیمی'' تک وطنِ عزیز میں مقبول ہوتے چلے گئے' صرف نظریۂ پاکستان ہی رائج نہ ہوسکا۔ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں پچھلے پچپن سالوں کے دوران ہر آنے والا الحکمران اسلامی نظام کے بجائے اپنا نظام نافذ کرنے کی کوششوں میں لگا رہا اور یوں آج تک یہ لفظ ''پاکستان'' شرمندۂ معنی نہ ہوسکا۔ آج حقیقت میں کوئی بھی ایسی سیاسی جماعت نہیں جسے قومی سطح پر واحد نمائندہ جماعت کہا جاسکے۔ نظریئے کی بنیاد پر قائم ہونے والی ملتِ اسلامیہ پاکستان پر نظریئے سے نفرت کرنے والے مسلط ہو گئے۔ اگر انہیں اسلام سے دلچسپی ہوتی تو پاکستان کو اسلام کا قلعہ بناتے۔ اب ان حالات میں ایک دردمند محبِ وطن مسلمان یہی سوچتا ہے کہ کیا کیا جائے! مولانا سید ابوالحسن ندوی فرماتے ہیں کہ:

''آج کرنے کا کام یہ ہے کہ آپ پاکستان میں ایک اسلامی معاشرہ قائم کریں کیونکہ اس وقت اسلام کی سب سے بڑی خدمت اور دنیا کی سب سے بڑی ضرورت ایک آئیڈیل اسلامی معاشرے کا قیام ہے۔''

اور امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد اپنی تصنیف ''پاکستان: فیصلہ کن دوراہے پر'' میں اس طرح ہمت بندھاتے ہیں کہ:

''ہمارا ایمان اور پختہ یقین رہنا چاہئے کہ آج نہیں تو کل' ہماری زندگی میں نہیں تو ہماری اگلی نسل میں دینِ حق کا غلبہ اور نظامِ خلافت کا قیام لازماً ہوگا اور یہ کام ہوکر رہے گا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ ہمیں اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اس زمین پاکستان سے اللہ کی کوئی خصوصی مشیت وابستہ ہے۔ لیکن اس سے پہلے بڑے امتحانات ہیں' بڑے سخت دن آنے والے ہیں۔ اگر کوئی یہ راستہ اختیار کرے تو اس پر پھول نچھاور نہیں ہوں گے' یہ کانٹوں بھرا راستہ ہے۔ ہم اسی راستے کی دعوت دیتے رہیں گے اور اسی راستے پر اللہ کی مدد بھی آئے گی۔''

لہٰذا اگر ہم عملی اسلام اپنالیں تو لفظ ''پاکستان'' ضرور شرمندۂ معنی ہوجائے گا!

❁ ❁ ❁ ❁

امارت کی خواہش کرنا منع ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا)) [صحيح البخاري' كتاب الأيمان والنذور' باب قول الله تعالى: ﴿لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم﴾]

''حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! کبھی کسی حکومت کے عہدہ کی درخواست نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تمہیں یہ مانگنے کے بعد ملے گا تو اللہ پاک اپنی مدد تجھ سے اٹھالے گا کہ تو جان' تیرا کام جانے اور اگر وہ عہدہ تمہیں بغیر مانگے مل گیا تو اس میں اللہ کی طرف سے تمہاری اعانت کی جائے گی''۔

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کے زیر اہتمام دینی معلوماتی وتربیتی کورس

گڑھی شاہو لاہور میں منعقدہ دینی تربیتی کورس کی روداد

حضور ﷺ کا فرمان ہے: "خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ" اس حدیث پر عمل کرنے اور خصوصاً خواتین کو دین کی طرف مائل کرنے کے لئے تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کے زیر اہتمام پچھلے کئی برسوں سے موسم گرما کی تعطیلات میں خواتین اور طالبات کے لئے دینی معلوماتی وتربیتی کورس کا انعقاد ہوتا رہا ہے۔ اس سال یہ کورس الحمدللہ دو مقامات (قرآن اکیڈمی لاہور زیر اہتمام امۃ المعطی صاحبہ اور گڑھی شاہو لاہور زیر اہتمام امۃ المغنی صاحبہ) پر تکمیل کو پہنچا۔ اس کورس میں منتخب نصاب' عربی گرامر' ارکان اسلام' تجوید' متفرق موضوعات کے علاوہ Spoken Engish. اور فرسٹ ایڈ کی اضافی تدریس شامل تھی۔

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور میں 30 جولائی 2002ء کو اس کورس کے اختتام پر تقسیم اسناد کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس کورس کے آغاز میں یہاں 55 خواتین نے داخلہ لیا جبکہ تکمیل کرنے والی خواتین کی تعداد 42 تھی۔ اختتامی تقریب میں ناظمہ علیا تنظیم اسلامی حلقہ خواتین اور نائب ناظمہ صاحبہ مہمان خصوصی تھیں۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد میں کورس میں شریک خواتین نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد پروگرام تھا۔ زیادہ تر خواتین اس سے قبل کئی کورسز اٹینڈ کر چکی تھیں لیکن انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے اتنا مفید' موثر اور بھرپور پروگرام ان کی نظروں سے نہیں گزرا۔ انہوں نے کہا کہ اس کورس کے دوران منتخب نصاب' متفرق موضوعات اور ارکان اسلام کے ذریعے دین کا مکمل ڈھانچہ مختصر اور جامع صورت میں پیش کیا گیا جس سے ان کی زندگیوں میں بہت تبدیلی آئی۔ خصوصاً ستر وحجاب اور بیعت کے موضوع پر گفتگو کے بعد کئی خواتین نے شرعی پردہ شروع کیا اور متعدد نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ (فالحمدلله علی ذلک)

کورس میں شامل مضامین کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے خواتین نے کہا کہ تجوید کے بنیادی اصول وقواعد منفرد طریقے سے پڑھائے گئے (خصوصاً لحن جلی) اور اس مختصر عرصے میں انہوں نے اپنی تجوید پر بہت خوشگوار اثر محسوس کیا۔ عربی گرامر کے بارے میں خواتین نے کہا کہ وہ اسے بہت مشکل سمجھتی تھیں لیکن یہاں انہیں خوشگوار اور دوستانہ انداز میں پڑھایا گیا اور اب ان کا مجموعی تاثر یہ ہے کہ عربی گرامر مشکل نہیں ہے۔ منتخب نصاب کے بارے میں انہوں نے کہا کہ لوازم نجات کے ذریعے مختصراً ہماری موجودہ زندگیوں کا خاکہ کھینچا گیا اور ہمیں اس قابل بنایا گیا کہ ہم لوازم نجات خصوصاً تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کو Practice کر سکیں۔

ارکان اسلام میں نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ کے بارے میں بہت سی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی جو ہم بے سوچے سمجھے کرتے رہتے تھے۔ خصوصاً کلمہ شہادت جو اسلام کا پہلا اور بنیادی رکن ہے' کی حقیقت اس سے پہلے ہماری نظروں سے اوجھل تھی' اس کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا اور اس کے عملی تقاضے ہمارے سامنے رکھے گئے۔

متفرق موضوعات کے ضمن میں خواتین نے کہا کہ یہاں ہم نے جو مختلف موضوعات پڑھے ان کے بارے میں بہت سے غلط تصورات ہمارے ذہنوں میں تھے لیکن اب ان کا صحیح تصور واضح ہوا خصوصاً ستر وحجاب' ہجرت و جہاد فی سبیل اللہ اور بیعت۔ ان کے نتیجے میں کئی خواتین نے (جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا) شرعی پردہ شروع کیا اور بیعت بھی کی۔ خصوصاً دو بچیاں نہ صرف خود بلکہ اپنی والدہ' والد اور بھائی سمیت تنظیم میں شامل ہوئیں۔

نائب ناظمہ صاحبہ نے کہا موجودہ دور میں ہماری نجات صرف اس صورت میں ہے کہ ہم قرآن کے ساتھ مضبوطی سے چمٹ جائیں کیونکہ یہ ایک ایسی رسی ہے جس کا ایک سرا ہمارے ہاتھ میں اور دوسرا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے بغیر ہم ایک ایسی کٹی ہوئی پتنگ کی مانند ہیں جس کو اچکنے کے لئے ہزاروں لوگ بے تاب ہوتے ہیں اور ہوا اسے جہاں چاہے اڑائے لئے پھرتی ہے۔ لہٰذا ہماری نجات صرف اسی میں ہے کہ ہم قرآن کے ساتھ چمٹے رہیں اور اپنا تعلق اس عروۃ الوثقیٰ سے ٹوٹنے نہ دیں۔

آخر میں ناظمہ صاحبہ نے خواتین میں اسناد تقسیم کیں۔

(مرتبہ: بنتِ عبدالخالق)

حلقہ خواتین لاہور کا قرآن اکیڈمی میں منعقدہ دینی تربیتی کورس

ہر سال کی طرح اس سال بھی گرمیوں کی چھٹیوں میں تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کے زیر انتظام دینی تربیتی کورس کا اہتمام کیا گیا۔ یہ کورس قرآن اکیڈمی کے خواتین ہال میں منعقد کیا گیا۔ کورس کا دورانیہ 17 جون تا 31 جولائی تھا۔ کورس میں شامل مضامین تجوید' حدیث' منتخب نصاب' عربی بول چال' انگریزی بول چال اور ارکان اسلام تھے۔ عربی کی معلمہ خصوصی طور پر اس کورس کے لئے اسلام آباد سے بلوائی گئی تھیں۔ تمام اساتذہ نے لگن وخلوص سے وقت پر کورس مکمل کروایا۔ دوران کورس مختلف ومفید موضوعات پر دروس کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ نیز ایک رفیقہ تنظیم اسلامی جو کہ ڈاکٹر بھی ہیں' نے فرسٹ ایڈ سے متعلق لیکچرز بھی دیئے۔ دوران کورس خاص بات جو بطور نتیجہ سامنے آئی وہ "ستر وحجاب کے حوالے سے طالبات میں قابل قدر تبدیلیاں" تھی۔ یعنی کچھ طالبات نے شرعی پردہ' اور کچھ نے حجاب اوڑھنا شروع کر دیا۔ نیز عہد کیا کہ وہ سب رسومات وبدعات سے پرہیز کریں گی۔ مزید برآں انفاق فی سبیل اللہ کے جوش وجذبے سے بھرپور طالبات نے جاتے ہوئے تنظیم اسلامی کو حسب توفیق واستطاعت کچھ اعانت بھی دی۔

مورخہ 31 جولائی کو تقریب تقسیم اسناد کا اہتمام کیا گیا تھا' جس میں مہمان خصوصی بیگم ڈاکٹر اسرار احمد تھیں۔ انہوں نے پروگرام کے اختتام پر بہت پیاری پیاری نصیحتوں سے نوازا۔ طالبات نے اپنی آراء کا اظہار کرتے ہوئے تنقید وتعریف سے نوازا اور کورس کو مزید بہتر بنانے کے لئے مفید تجاویز بھی دیں۔ طالبات کی رائے کے مطابق ایسے شارٹ کورسز سال بھر مختلف صورتوں میں جاری رہنے چاہئیں۔

پروگرام کا اختتام پُرتکلف پارٹی کی صورت میں ہوا جس کا اہتمام طالبات نے باہمی تعاون سے کیا تھا۔ یہ تقریب شام 4:30 تا مغرب جاری رہی۔

(رپورٹ: عاتکہ خان)

اطلاع برائے رفقاء واحباب

بہاولپور میں تنظیم اسلامی کے مرکز کا افتتاح 30 اگست بروز جمعہ ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالخالق کے خطاب جمعہ سے ہو رہا ہے۔ رفقاء واحباب سے درخواست ہے کہ وہ بہاولپور میں اپنے رابطوں سے اسے کامیاب بنائیں۔ شکریہ!

پتہ: زیر تعمیر قرآن اکیڈمی' مدینہ ٹاؤن' 9/BC نزد بغداد اور ریلوے سٹیشن' بہاولپور

المعلن: محمد منیر احمد' امیر حلقہ

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

مختصر حالات اور فضائل و مناقب (۲)

(گزشتہ سے پیوستہ)

محمد یونس جنجوعہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار میں انفاق فی سبیل اللہ کا بے مثال واقعہ غزوہ تبوک کی تیاری کے موقع پر پیش آیا جب رسول اللہ ﷺ کی ترغیب پر آپ اپنے گھر گئے اور گھر کا کل اثاثہ لا کر آنحضرت ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔ جب آپؐ نے پوچھا کہ ابوبکر گھر میں کیا چھوڑ آئے تو عرض کیا کہ گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اس کیفیت کو اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

اس موقعہ پر حضرت عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مگر آپؓ کا عمل ایسا تھا کہ آپ فی سبیل انفاق کرنے والوں کے سرخیل ٹھہرے۔

9ھ میں رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو امیر حج بنا کر مکہ روانہ فرمایا۔ اسی موقع پر سورۃ توبہ کی آیات نازل ہوئیں جن کا اعلان حج کے موقعہ پر کرنا تھا۔ آپؐ نے ان آیات کے اعلان کے لئے حضرت علیؓ کو مکہ بھیجا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو ابوبکر نے پوچھا کیا آپ کو امارت حج کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ نہیں امیر حج تو آپ ہی ہیں البتہ مجھے حج کے موقع پر سورۃ توبہ کی آیات سنانے کے لئے خصوصی طور پر بھیجا گیا ہے۔

10ھ میں رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے لئے مکہ تشریف لے گئے۔ جاں نثار صحابہ کثیر تعداد میں آپؐ کے ہمراہ تھے۔ ابوبکرؓ بھی ساتھ تھے۔ اس موقع پر میدان عرفات میں آپؐ نے جو خطبہ دیا وہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ دیگر پند و نصائح کے علاوہ آپ نے کہا میں نہیں کہہ سکتا کہ اگلے سال پھر یہاں تم سے ملاقات ہو۔ پھر واپسی پر آپؐ نے فرمایا اللہ نے ایک بندہ کو دنیا اور عقبیٰ کے درمیان اختیار دیا تھا لیکن اس نے عقبیٰ کو دنیا پر ترجیح دی۔ یہ سن کر ابوبکرؓ رونے لگے کیونکہ وہ آپؐ کا اشارہ سمجھ رہے تھے۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ علیل ہو گئے۔ جسمانی کمزوری بڑھتی گئی۔ جب آپ مسجد تشریف لانے سے بھی معذور ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ وہ مسجد نبوی میں امامت کرائیں۔ تعمیل ارشاد میں آپؓ نماز پڑھانے لگے۔ اس طرح انہوں نے آنحضرت ﷺ کے حین حیات سترہ نمازوں کی امامت کرائی۔

12 ربیع الاول 11ھ بروز پیر آنحضرت ﷺ نے وفات پائی۔ اس دن آپؐ نے ابوبکرؓ کو نماز پڑھاتے دیکھا۔ خوش ہوئے اور مسکرائے۔ نماز کے بعد ابوبکرؓ آپؐ سے اجازت لے کر مکہ سے باہر گئے۔ وہاں سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔ صحابہ کرام کا غم و اندوہ سے برا حال تھا۔ حضرت عمرؓ کو تو کسی کی زبان سے آنحضرت ﷺ کے انتقال کی خبر سننا گوارہ نہ تھا۔ وہ تو آپؐ کی رحلت کا ہی انکار کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں سورۃ آل عمران کی آیت 144 کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا ''اگر لوگ محمد ﷺ کی پرستش کرتے تھے تو بے شک انہوں نے وفات پائی اور اگر اللہ کو پوجتے تھے تو وہ بے شک زندہ ہے کبھی نہ مرے گا۔ آپؓ کی یہ پرتاثیر گفتگو سن کر حاضرین کا اطمینان ہو گیا اور انہوں نے اس صدمے کی برداشت کا حوصلہ پایا۔

آپ کی وفات کے ساتھ ہی خلافت کا مسئلہ پیدا ہوا جسے منافقین نے فتنہ بنانا چاہا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں پہلے انصار اکٹھے ہوئے بعد ازاں مہاجرین بھی پہنچ گئے۔ اب ان دونوں میں اختلاف ہوا۔ قریب تھا کہ معاملہ خطرناک صورت اختیار کر لے کیونکہ انصار کا اصرار تھا کہ ایک خلیفہ انصار سے ہو اور ایک مہاجرین سے۔ اسی اثناء میں ابوبکرؓ اور عمرؓ وہاں پہنچ گئے۔ ابوبکرؓ نے یہ صورت حال دیکھ کر فیصلہ کن انداز میں فرمایا کہ خلیفہ تو قریش میں سے ہی ہوگا۔ یہ ابوعبیدہؓ اور عمر ہیں جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو۔ اس پر عمرؓ اٹھے اور کہا اس وقت سب لوگوں سے بہتر اور رسول اللہ ﷺ کے پیارے ابوبکر ہی ہیں۔ میں ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہوں۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا اور لوگ اسی وقت آپ کے ہاتھ پر بیعت کے لئے لپکے۔ اگلے دن مسجد نبوی میں بیعت عامہ ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ نے پہلا خطبہ خلافت دیا جو تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

آپ کی خلافت کا دور سوا دو سال ہے' مگر اس مختصر عرصے میں آپ نے خلافت علیٰ منہاج السنۃ کی بنیاد رکھ دی۔ رسول اللہ ﷺ اپنی حیات دنیوی کے آخری ایام میں نوعمر اسامہؓ کی سرکردگی میں مجاہدین کو شام کی طرف لشکر کشی کا حکم دے چکے تھے۔ اب حالات تبدیل ہوئے تو لوگوں نے آپؓ کو مشورہ دیا کہ اندرونی اور بیرونی خطرات درپیش ہیں اس لئے اس لشکر کی روانگی مؤخر کر دینی چاہئے۔ مگر آپؓ نے جواب دیا کہ جس لشکر کو حضور ﷺ کوچ کا حکم دے چکے ابوبکر کون ہوتا ہے کہ اس کو روک لے۔ اسی طرح کچھ لوگ نبوت کا دعویٰ لے کر اٹھے۔ آپؓ نے ان کے خلاف سخت رویہ اختیار کیا اور ان کا قلع قمع کر دیا۔

کچھ لوگوں نے زکوٰۃ کو جرمانہ قرار دیتے ہوئے ادائیگی سے انکار کیا۔ آپؓ نے ان کے خلاف بھی کارروائی کا ارادہ کیا۔ بعض صحابہ نے مصلحتاً مشورہ دیا کہ یہ کلمہ گو مسلمان ہیں۔ صرف زکوٰۃ ہی کا تو انکار کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف سخت رویہ نہیں اپنانا چاہئے۔ عمرؓ کی بھی یہی رائے تھی۔ مگر ابوبکرؓ قائل نہ ہوئے اور ان کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ اس سخت رویئے کا اثر یہ ہوا کہ زکوٰۃ روکنے والے خود ہی زکوٰۃ لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہو گئے۔

نبوت کا دعویٰ کرنے والوں اور مرتدین کے خلاف آپؓ نے مسلح کارروائی کی جس کے نتیجہ میں یمامہ کی خونریز جنگ لڑی گئی۔ اس جنگ میں بہت سے وہ صحابی شہید ہو گئے جو حافظ قرآن تھے۔ حضرت عمرؓ نے اس صورتحال کی سنگینی کا جائزہ لیتے ہوئے مشورہ دیا کہ قرآن کے عالموں کی اس طرح شہادت کے نتیجہ میں قرآن کے بہت سے اجزاء ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے قرآن مجید کو یکجا ترتیب کے مطابق جمع کر لینا چاہئے۔ اول اول تو ابوبکرؓ نے یہ کہہ کر عذر کیا کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا وہ میں کیسے کر سکتا ہوں۔ مگر حضرت عمرؓ کے اصرار پر آپ قائل ہو گئے اور حضرت زید بن ثابت کو قرآن جمع کرنے کا حکم دیا' جنہوں نے کمال حزم و احتیاط کے ساتھ قرآن کے متفرق اجزاء کو یکجا جمع کر دیا' حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں حضرت زید بن ثابت کی سرکردگی میں جمع ہونے والا یہ نسخہ بعد ازاں حضرت عمرؓ کے پاس رہا جنہوں نے حضرت حفصہؓ کو دے دیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے دور میں اسی نسخہ کی نقول تیار کرائیں اور انہیں عام کیا۔

آپ کی خلافت کے مختصر دور میں عراق اور شام کے خلاف جنگیں لڑی گئیں جن میں دیگر سپہ سالاروں کے علاوہ حضرت خالد بن ولید نے شاندار کارنامے انجام دیئے۔ ان معرکوں میں بھاری مقدار میں مال غنیمت ہاتھ لگا۔ عراق اور شام کے علاوہ کئی دوسرے علاقے اسلامی مملکت میں شامل ہو گئے۔

(باقی صفحہ 14 پر)

معاصر اخبارات و جرائد سے چند اقتباسات

نیو آرڈر یا پرانا نظام

کامل پندرہ سال ایسے افراد کی تیاری میں صرف کر کے حضرت محمد ﷺ نے حق پرستوں کی ایک مٹھی بھر جماعت تیار کی' جو صرف عرب کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کی اصلاح کے لئے سچا عزم رکھتی تھی اور جس میں عرب کے علاوہ دوسری قوموں کے بھی افراد شامل تھے۔ اس جماعت کو منظم کرنے کے بعد انہوں نے وسیع پیمانے پر سماج کی اصلاح کے لئے عملی جدوجہد شروع کی اور صرف آٹھ برس میں پندرہ لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی سرزمین عرب کے اندر مکمل اخلاقی' معاشی' تمدنی اور سیاسی انقلاب برپا کر کے رکھ دیا۔ پھر وہی جماعت جسے انہوں نے منظم کیا تھا عرب کی اصلاح سے فارغ ہو کر آگے بڑھی اور اس نے اس زمانہ کی مہذب دنیا کے بیشتر حصے کو اس انقلاب کی برکتوں سے مالا مال کر دیا جو عرب میں رونما ہوا تھا۔

آج ہم نئے نظام (نیو آرڈر) کی آوازیں ہر طرف سے سن رہے ہیں لیکن یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ جن بنیادی خرابیوں نے پرانے نظام کو آخر کار فتنہ بنا کر چھوڑا وہی اگر صورت بدل کر کسی نئے نظام میں بھی موجود ہوں تو وہ نیا نظام ہوا کب؟ وہ تو وہی پرانا نظام ہوگا جس کے کاٹنے اور ڈسنے سے جاں بلب ہو جانے کے بعد ہم نئے نظام کا تریاق مانگ رہے ہیں۔ انسانی اقتدار اعلیٰ' خدا سے بے نیازی و بے خوفی' قومی و نسلی امتیازات' ملکوں اور قوموں اور طبقوں کی سیاسی و معاشی خودغرضیاں اور ناخداترس افراد کا دنیا میں برسر اقتدار رہنا' یہ ہیں وہ اصلی خرابیاں جو اس وقت تک نوع انسانی کو تباہ کرتی رہی ہیں اور آئندہ بھی اگر ہماری زندگی کا نظام انہی خرابیوں کا شکار رہا تو یہ ہمیں تباہ کرتی رہیں گی۔ اصلاح اگر ہو سکتی ہے تو انہی اصولوں پر ہو سکتی ہے جن کی طرف انسانیت کے ایک سچے بہی خواہ نے اب سے صدیوں پہلے ہماری محض رہنمائی ہی نہ کی تھی بلکہ عملاً اصلاح کر کے دکھا دی تھی۔ (سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی یہ تقریر 30 مارچ 1942ء کو آل انڈیا ریڈیو سے نشر ہوئی تھی)

(بشکریہ: ترجمان القرآن' اپریل 2002ء)

قاعدہ والے

—— تحریر: اطہر ہاشمی ——

''صارم بیٹا کہاں جا رہے ہو؟''

''ابو آپ کو تو پتہ ہے میں اس وقت مسجد میں پڑھنے جاتا ہوں۔''

''اور یہ ہاتھ میں کیا ہے؟''

''ابو یہ قاعدہ ہے۔ روز تو لے کر جاتا ہوں' آج کیوں پوچھ رہے ہیں۔''

''بیٹا اس پر کوئی رنگین کاغذ چڑھا لو۔ اپنی امی سے کہو وہ فلمی رسالے کا کور اس پر چڑھا دیں گی۔''

''وہ کیوں ابو؟''

''تمہیں پتہ نہیں' قاعدہ والے پکڑے جا رہے ہیں۔ ابھی کل ہی کے اخبار میں خبر ہے کہ مسجد کے باہر سے 5 لڑکے پکڑے گئے جن سے دینی لٹریچر برآمد ہوا ہے۔ ہمارا تو سارا دینی لٹریچر ہی ان قاعدوں اور سپاروں میں ہے۔ امریکہ تک کو پتہ چل گیا ہے کہ ان سپاروں میں جہاد کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس نے ہمارے حکمرانوں کو بھی بتا دیا ہے۔ ورنہ ان کو پہلے سے اس بات کی خبر نہیں تھی۔''

''ابو آپ پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ میں جا رہا ہوں۔''

''اچھا بیٹا جاؤ' اللہ کے سپرد۔ لیکن سنو' یہ ٹوپی تو اتار کر جیب میں رکھ لو۔ مسجد کے اندر جا کر پہن لینا۔ بلکہ ہو سکے تو بھائی جان کی پی کیپ لے جاؤ۔''

''نہیں ابو' مولوی صاحب ناراض ہوں گے۔''

''بیٹا' ان کو تو ہم سمجھا لیں گے' لیکن حکومت ناراض ہو گئی تو بڑی مشکل ہو جائے گی۔ میں تم سے ملنے کیوبا کے جزیرے گوانتا نامو نہیں جا سکتا۔ میرے گھٹنوں میں درد ہے۔''

''وہاں کون سی بس جاتی ہے؟''

''وہاں کوئی بس نہیں' سب بے بس ہیں۔ امریکہ بس میں نہیں آ رہا۔ اس کے حکم پر ٹوپی اور داڑھی والے پکڑے جا رہے ہیں۔ میں تو شکر کرتا ہوں تمہاری ابھی داڑھی نہیں نکلی۔ اور یہ ٹوپی اتار کر جیب میں رکھ لو۔ لیکن میں سوچتا ہوں آٹھ' دس سال بعد جب تمہارے داڑھی نکلنے لگے گی تب کیا ہوگا۔ اس وقت تک تو پکڑ دھکڑ کا کام براہ راست ایف بی آئی والے کر رہے ہوں گے۔ ابھی تک تو ہماری حکومت کا اصرار ہے کہ وہ صرف دور سے اشارہ کرتے ہیں جس پر ہم خود ہی لپکتے ہیں۔ مسٹر بش دور سے بیٹھے ہش ہش کر رہے ہیں اور ہم ان کے اشارے سمجھنے میں ماہر ہو چکے ہیں۔ تم نے دیکھا نہیں ٹی وی پر کیسے وہ انگلی اٹھا اٹھا کر ہمارے کمانڈو جنرل کو حکم دے رہے تھے کہ دہشت گردی بند کراؤ۔ بیٹا یہ قاعدہ' یہ ٹوپی آج کل دہشت گردی کی علامتیں ہیں۔ ہمارے ذہین ترین وزیر داخلہ ریٹائرڈ جنرل نے انکشاف کیا ہے کہ قاعدہ پڑھنے والے جاہل ہیں' نام ان کا معین الدین حیدر ہے' یعنی دین کے مددگار' اس کے ساتھ ہی حیدر کرار کا لاحقہ۔ اب پتہ نہیں وہ کس دین کے مددگار ہیں۔ لیکن انور علوی کے بقول ہر قاعدے کا آدمی القاعدہ کا لگتا ہے۔ تمہارے ہاتھ میں قاعدہ ہوگا تو تم بھی القاعدہ والے سمجھے جاؤ گے۔''

(بشکریہ: ماہنامہ ''تکبیر'' 11 تا 17 جولائی 2002ء)

امریکی پھرتیاں

صدر جارج بش کی ''دہشتی جنگ'' قندھار سے 50 میل دور حاجی برکت خان کے صحرائی گاؤں بھی جا پہنچی۔ 22 مئی کو آدھی رات کے قریب اچانک ہیلی کاپٹروں اور ان سے برآمد ہونے والے امریکیوں کی چیخ چنگھاڑ نے گاؤں والوں کو ہلا دیا۔ 85 سالہ حاجی برکت گھبرا کر گاؤں کی مسجد کی جانب بھاگا جہاں تعاقب میں آنے والے امریکیوں نے اسے گولی مار دی۔ پورا گاؤں دھماکوں سے لرز اٹھا۔ ایک تین سالہ بچی خوف کے مارے باہر کو بھاگی اور مسجد کے ساتھ والے کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو گئی۔ ادھر امریکیوں نے جن کے ساتھ بعض افغان بھی تھے' عورتوں اور مردوں کو باندھنا شروع کر دیا۔ امریکیوں کے ذہنوں پر داڑھی کا ایسا خوف سوار ہے کہ ہر داڑھی والا انہیں القاعدہ یا طالبان کا رکن لگتا ہے اور ہر افغان داڑھی والا ہے چنانچہ امریکیوں کو ایسے واقعات پر بعد میں اپنی خفت مٹانے کے لئے ہر دفعہ گولیوں کی زد میں آنے اور جواب میں ایک آدھ القاعدہ کے رکن کو ہلاک یا زخمی کرنے کا قصہ بیان کرنا پڑتا ہے۔ بہرحال امریکی اس ''معرکہ'' میں 55 آدمیوں کو قید کر کے ساتھ لائے اور قندھار کے امریکی اڈہ پر انہیں ایک کنٹینر Container میں ٹھونس دیا' جہاں ان کے کپڑے اتارنے' داڑھیاں صاف کرنے اور تصویریں لینے کے بعد ایک تفتیشی مرکز میں لے جا کر ترجمان کے ذریعے ان سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ مثلاً طالبان کیسے لوگ تھے اور اب امریکی تمہیں کیسے لگتے' وغیرہ۔ بالآخر جب ان کی رہائی کا وقت آیا تو امریکی اصلاح کاروں نے ان کے ساتھ ہونے والی زیادتی پر معافی طلب کی' مگر جب رہا ہو کر گاؤں واپس پہنچے تو معلوم ہوا کہ ان کی غیر موجودگی میں رہی سہی کسر کرزئی کے بدمعاش پولیس افسر عبدالرحمٰن خان نے پوری کر دی جس کے کارندے گاؤں کا بچا کھچا مال لوٹ کر لے گئے بلکہ گمان یہ ہے کہ امریکیوں کو گاؤں پر حملہ کے لئے اکسانے والا یہی شخص تھا۔ (جریدہ ''دی انڈی پنڈنٹ'' میں شائع شدہ رابرٹ فسک کے مضمون سے اقتباس)

روزنامہ ''القدس العربی'' کے ایڈیٹر عبدالباری اتوان سے نیوز ویک کا انٹرویو

س: امریکہ صدام حسین سے چھٹکارا حاصل کرلے گا؟

ج: یقینی بات ہے۔

س: عراقی عوام خود صدام حسین کو کیوں نہیں ہٹاتے؟

ج: جو دوسرے عرب عوام کا معاملہ ہے' وہی عراقیوں کا ہے۔ لوگ اپنے حکمرانوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر کر نہیں پاتے۔ دو ہی راستے تھے: فوج یا قدرتی موت۔ اب وہ بھی نہیں رہے۔ فوج حکمران خاندانوں کے تحت ہے اور حکمران فوت ہونے سے پہلے اپنے بیٹے کو جانشین نامزد کر جاتا ہے۔

س: کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ صدام کو ہٹانے سے عراق اس خطے میں جمہوریت کا نمونہ بن جائے گا۔

ج: امریکیوں کو جمہوریت یا عراقی عوام کی پرواہ نہیں وہ صرف اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

س: تمہارا مطلب ہے امریکہ جنگ کے بعد عراق کو اس حال میں چھوڑ جائے گا۔

ج: امریکہ کسی ملک کو تباہ تو کر سکتا ہے اس کے ہاتھوں کوئی خیر کا کام کبھی نہیں ہوا۔ ابھی افغانستان کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ امن و امان نام کی کوئی شے وہاں آپ کو نظر آتی ہے۔

س: لیکن عراق کے پاس تو بہت وسائل اور تعلیم یافتہ لوگ ہیں اس سے کوئی بہتری نہیں ہوگی۔

ج: نظری طور پر کہہ سکتے ہیں لیکن امریکہ کے پیش نظر ایسی کوئی سکیم نہیں ہے لہٰذا ممکن ہے کہ عراق جنگ کے نتیجہ میں بدنظمی اور خانہ جنگی کا شکار ہو جائے۔

س: یہ تو بڑی تباہ کن بات ہوگی۔

ج: امریکہ اپنا اعتبار خود کھو چکا ہے۔ خلیج کی جنگ کے دوران امریکیوں کا کہنا تھا کہ کویت سے صدام حسین کو نکالنے کے بعد عرب اسرائیل تنازعہ ختم کروائیں گے اور مشرق وسطیٰ میں امن قائم کریں گے۔ دیکھ لیں کیسا امن قائم ہے۔ کیا عراقی عوام کو امریکی کردار نظر نہیں آتا۔

س: چند ہفتے قبل آپ نے کہا تھا کہ آپ کے خیال میں اسامہ زندہ ہے۔ اب آپ کا کیا کہنا ہے؟

ج: اسامہ کہتا ہے کہ امریکہ مسلمانوں اور عربوں کے خون کا پیاسا ہے۔ امریکہ جو کچھ کر رہا ہے اس سے اسامہ کی بات صحیح ثابت ہو رہی ہے لہٰذا اسے لوگوں کو اپنے گرد جمع کرنے میں آسانی ہوگی۔

س: بشرطیکہ وہ زندہ ہوا۔

ج: میرا گمان ہے وہ زندہ ہے اور اپنے ساتھیوں کو دوبارہ منظم کرنے کی کوشش کر رہا ہے تاکہ امریکہ کے خلاف جدوجہد جاری رکھ سکے۔ (نیوز ویک 12 اگست 2002ء)

لمحۂ فکریہ — جاوید چودھری

اس سے پہلے کہ مہلت ختم ہو جائے

''ایک بدو رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: ہاں کہو۔ دربار میں اس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ بھی موجود تھے۔ انہوں نے یہ حدیث مبارکہ تحریر کر کے اپنے پاس رکھ لی۔ بعدازاں یہ فرمان کنز العمال مسند احمد میں نقل ہوا۔ بدو نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں امیر (غنی) بنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: قناعت اختیار کرو' امیر ہو جاؤ گے۔ عرض کیا میں سب سے بڑا عالم بنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: تقویٰ اختیار کرو' عالم بن جاؤ گے۔ عرض کیا عزت والا بنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانا بند کر دو باعزت ہو جاؤ گے۔ عرض کیا اچھا آدمی بنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: لوگوں کو نفع پہنچاؤ۔ عرض کیا عادل بنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: جسے اپنے لئے اچھا سمجھتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔ عرض کیا طاقتور بنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: اللہ پر توکل کرو۔ عرض کیا اللہ کے دربار میں خاص درجہ چاہتا ہوں۔ فرمایا: کثرت سے ذکر کرو۔ عرض کیا رزق کی کشادگی چاہتا ہوں۔ فرمایا: ہمیشہ باوضو رہو۔ عرض کیا دعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں۔ فرمایا: حرام نہ کھاؤ۔ عرض کیا ایمان کی تکمیل چاہتا ہوں۔ فرمایا: اخلاق اچھے کر لو۔ عرض کیا قیامت کے روز اللہ سے گناہوں سے پاک ہو کر ملنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: جنابت کے فوراً بعد غسل کیا کرو۔ عرض کیا گناہوں میں کمی چاہتا ہوں۔ فرمایا: کثرت سے استغفار کیا کرو۔ عرض کیا قیامت کے روز نور میں اٹھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: ظلم کرنا چھوڑ دو۔ عرض کیا: چاہتا ہوں اللہ مجھ پر رحم کرے۔ فرمایا: اللہ کے بندوں پر رحم کرو۔ عرض کیا چاہتا ہوں اللہ میری پردہ پوشی کرے۔ فرمایا: لوگوں کی پردہ پوشی کرو۔ عرض کیا رسوائی سے بچنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: زنا سے بچو۔ عرض کیا چاہتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بن جاؤں۔ فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو محبوب ہو اسے اپنا محبوب بنا لو۔ عرض کیا اللہ کا فرمانبردار بنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: فرائض کا اہتمام کرو۔ عرض کیا احسان کرنے والا بنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: اللہ کی یوں بندگی کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو یا جیسے وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا چیز گناہوں سے معافی دلائے گی۔ فرمایا: آنسو' عاجزی اور بیماری۔ عرض کیا کیا چیز دوزخ کی آگ ٹھنڈا کرے گی۔ فرمایا: دنیا کی مصیبتوں پر صبر۔ عرض کیا اللہ کے غصے کو کیا چیز سرد کرتی ہے۔ فرمایا: چپکے چپکے صدقہ اور صلہ رحمی۔ عرض کیا سب سے بڑی برائی کیا ہے۔ فرمایا: بداخلاقی اور بخل۔ عرض کیا سب سے بڑی اچھائی کیا ہے۔ فرمایا: اچھے اخلاق' تواضع اور صبر۔ عرض کیا اللہ کے غصے سے بچنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: لوگوں پر غصہ کرنا چھوڑ دو''۔

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ جب تک ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے رہیں گے اسی طرح دنیاوی مسائل کا شکار رہیں گے۔ ہم من حیث القوم اسراف کا شکار ہیں لہٰذا امیر (غنی) کیسے ہو سکتے ہیں؟ اللہ کی مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں لہٰذا باعزت کیسے ہو سکتے ہیں؟ بے وضو رہتے ہیں لہٰذا ہمارا رزق کیسے کشادہ ہو سکتا ہے؟ توکل اختیار نہیں کرتے لہٰذا ہم طاقتور کیسے بن سکتے ہیں؟ ہم بااخلاق نہیں ہیں لہٰذا ہمارا ایمان کیسے مکمل ہو سکتا ہے؟ بندوں پر رحم نہیں کرتے لہٰذا اللہ ہم پر کیسے رحم کرے گا؟ صدقات سے پرہیز کرتے ہیں لہٰذا اللہ کے غصے سے کیسے بچ سکتے ہیں؟۔

جو لوگ مہلت کو نعمت سمجھتے ہیں وہی لوگ تو دراصل خسارے میں رہتے ہیں۔ اللہ کے نام پر بننے والے ملک میں اللہ کے احکامات کی جس قدر خلاف ورزی کی گئی ہے اب اس کے عذاب سے بچنے' اب اس سے معافی کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ ''توبہ''—— آیئے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر گڑگڑائیں۔ اس سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگیں' اس سے توبہ کریں' اس سے پہلے کہ توبہ کے سارے دروازے بند ہو جائیں۔ اس سے پہلے کہ مہلت ختم ہو جائے۔

(بشکریہ روزنامہ ''جنگ'' 17 اگست 2002ء)

طالبان کی قید میں رہنے والی برطانوی خاتون صحافی نے اسلام قبول کر لیا

افغانستان کے مشرقی شہر جلال آباد میں گزشتہ سال گرفتار ہونے والی برطانوی خاتون صحافی ویون ریڈلی نے اسلام قبول کر لیا۔ بی بی سی کے مطابق سنڈے ایکسپریس کے لئے کام کرنے والی ریڈلی نے قرآن پاک اور دیگر اسلامی کتابوں کے مطالعہ کے بعد اسلام قبول کر لیا ہے۔ نومسلم صحافی خاتون نے قرآن پاک کے مطالعے کے بعد یہ تسلیم کیا ہے کہ اسلام ہی نجات دینے والا مذہب ہے۔ (واضح رہے یہ وہی خاتون صحافی ہیں جن کی طالبان سے متعلق تاثرات پر مبنی ایک تحریر گزشتہ دنوں ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 30 میں شائع ہو چکی ہے)

ہمارے ہاں سیاسی اکھاڑ پچھاڑ غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر ہوتی ہے

نواز شریف ایٹمی دھماکے کی سزا بھگت رہے ہیں۔ جنرل کرامت نان امریکن تھے

نوائے وقت کے معروف کالم نگار جناب نصرت مرزا سے رفیقِ تنظیم جناب نوید احمد کی بات چیت

موصوف سے میری ملاقات کراچی میں ہوئی۔ پہلا سوال یہ تھا ہمارے ملک میں جو بھی اہم تبدیلیاں آئی ہیں وہ خصوصاً عسکری ادوار میں کیوں آئیں مثلاً ایوب' یحییٰ اور ضیاء الحق کے بعد اب مشرف من مانی جو بھی تبدیلیاں کر رہے ہیں۔

اس پر انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاں جو بھی سول حکومت کی اکھاڑ پچھاڑ ہوتی ہے یہ سب ہمارے غیر ملکی آقاؤں کی طے شدہ پالیسی ہے۔ جس کا علم سیاستدانوں تو کجا جو کہ بقول ضیاء الحق مرحوم "یہ تو تانگے کی سواریاں ہیں" البتہ جرنیلوں تک کو بھی یہ سازش معلوم نہیں ہوتی اور پانسہ پلٹ جاتا ہے اور پھر انہیں اپنے عسکری زعم کا پتہ چلتا ہے۔ کارگل مہم نواز شریف ہٹاؤ گیم تھی۔ میاں صاحب کلنٹن کے ایجنٹ تھے اور پینٹاگون فوج کے ساتھ۔ اس طرح فوج قوت کے ساتھ حاوی ہوگئی۔ ایک کتاب امریکہ میں شائع ہوئی ہے Grand Chess Board اس کا مطالعہ کریں اس میں سب سازشوں کے بارے میں معلومات ہیں جب کہ ہماری فوج کو یہ معلومات نہیں ہوتیں۔ یہ بات واضح رہے کہ جنرل کرامت نان امریکن تھے۔

دوسرا سوال BJP کی حکومت پر تبصرہ اور امریکہ سے تعلقات پر تھا؟

ان کا جواب تھا کہ مئی 1998ء میں نواز شریف نے کسی جھجک کے بغیر ایٹمی دھماکہ کیا۔ جس کی سزا اب تک بھگت رہے ہیں۔ اگر کانگریس کی حکومت ہوتی تو دھماکہ کبھی نہ ہوتا۔ واجپائی حکومت سابقہ دور میں جب کمزور تھی تو اسے ہنگٹن کی طرف سے آشیر واد ملی اور وہ انڈیا میں خود آ کر بیٹھ گیا۔ امریکی یہ بات اب کہتے ہیں کہ تاریخ عالم میں ہمیں یہ پہلی مرتبہ موقع ملا ہے کہ ہمیں پوری دنیا پر حکمرانی کرنی ہے تو ہم پوری طرح اپنے آپ کو تیار رکھیں تاکہ یہ موقع ضائع نہ ہونے پائے۔

سود کے بارے میں سرسری سی گفتگو پر آنجناب کی رائے یہ ہے کہ علماء نے سود پر جتنی باتیں کی ہیں اتنا کام نہیں کیا۔ اب بھی آپ جدوجہد کرتے رہیں اور مایوس نہ ہوں۔ اہداف مقرر کرلیں اور ہمہ تن ہو کر ایک کام پر لگ جائیں۔ بیٹھے نہ رہیں طریقہ پیغمبری یہ ہے کہ ایک کام کو پیہم کریں۔

اگلا سوال یہ کہ ہمارے ہاں قحط الرجال کیوں ہے؟ انہوں نے کہا کہ قحط الرجال نہیں لیڈر شپ کی کمی ہے۔ لیڈر کی تعریف یہ ہے کہ وہ قوم کی امنگوں کا آئینہ دار ہو اور قوم اس کی آواز پر لبیک کہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب کوئی قوم قعر مذلت میں گر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کسی نامور ہستی کو پیدا کرتا ہے۔ مغلوں کے زوال کے بعد قائداعظم اور علامہ اقبال کی پیدائش ہے۔ اور پھر درمیان میں سرسید نے صرف سہارا دیا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ اور شیخ احمد سرھندیؒ بھی اسی طرح درمیان میں سنبھالا دینے والے تھے۔

افغانستان کے بارے میں اشکالات پر گویا ہوئے کہ طالبان میں خوف خدا بھی تھا اور اکڑ پھوں بھی تھی۔ فی الحال انقلاب ان کے ہاتھ سے نکل چکا ہے اور امریکن ہماری سرحدوں پر بلوچستان میں ان مقامات پر تشریف فرما ہیں جہاں معدنیات کے ذخائر ہیں۔ آپ فوج سے ٹکراؤ مول نہ لیں جو کام اس سے لے سکتے ہوں لے لیں۔ زبان کے معاملے میں خود ہی فرمانے لگے کہ فارسی جب ختم ہو رہی تھی تو اس کی جگہ انگریزی آ رہی تھی۔ ہمارے دانشور حضرات نے مل کر اس کی ترویج کی جس میں دہلی' دکن' لکھنو اور خصوصاً لاہور کا حصہ بڑا اہم ہے۔ دو حکمرانوں کے درمیان جو انٹرپریٹر ہوگا وہی جاسوس ہوتا ہے۔ یاد رکھیں۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کے

ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس

میں داخلے کے لئے طالبانِ علم قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں:

- یہ کورس بنیادی طور پر گریجوایٹس اور پوسٹ گریجوایٹس کے لئے ترتیب دیا گیا ہے۔ پیش نظر یہ ہے کہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' انہیں اس کورس کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے تاہم بعض استثنائی صورتوں میں ایف اے کی بنیاد پر بھی اس کورس میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔
- کورس کا دورانیہ اوائل ستمبر تا اواخر مئی' قریباً 9 ماہ بنتا ہے۔ جون' جولائی' اگست کے تین مہینے گرمی کی شدت کے پیش نظر نظام الاوقات سے خارج کر دیئے گئے ہیں۔
- یہ کورس دو سمسٹروں پر مشتمل ہے۔ پہلا سمسٹر 2 ستمبر سے 23 جنوری تک ہوگا۔ جس میں عربی گرامر' عربی ریڈر' مطالعۂ قرآن حکیم کا منتخب نصاب' تجوید و حفظ اور ترجمۂ قرآن کے مضامین پڑھائے جائیں گے۔ دوسرے سمسٹر میں 27 جنوری تا 31 مئی کے دوران عربی گرامر مع ترجمہ و تجوید قرآن' سیرت النبی اور تحریکی لٹریچر' مطالعۂ حدیث' فکر اقبال اور فکر جدید اور مطالعۂ فقہ کے مضامین پڑھائے جائیں گے۔

سیشن 03-2002ء کے داخلے کا شیڈول ان شاء اللہ حسب ذیل ہوگا:

- داخلہ کے خواہشمند حضرات داخلہ فارم 26 اگست تک جمع کرا دیں۔
- داخلہ کے لئے انٹرویو 31 اگست 2002ء کو قرآن اکیڈمی لاہور میں ہوں گے۔ (شرکاء کی سہولت کے پیش نظر داخلہ فارم بروقت جمع نہ کرانے والوں کو براہ راست انٹرویو میں شریک کیا جا سکے گا)
- کورس کا آغاز ان شاء اللہ سوموار 2 ستمبر 2002ء سے ہو جائے گا۔

مزید تفصیلات کے لئے کورس کا پراسپکٹس طلب کیجئے

ناظم برائے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور (فون: 5869601-03)

امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ کراچی

امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد اپنے کراچی کے ماہانہ دورے پر 3 اگست کو ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالخالق کے ہمراہ تشریف لائے۔ اسی شام بعد نمازِ عصر تنظیم اسلامی شاہ فیصل/ملیر نے احباب کے ساتھ امیر محترم کی ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا تھا جس میں انہوں نے تقریباً 225 حضرات اور 60 خواتین سے خطاب فرمایا۔ دین کے تقاضوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے انہوں نے اللہ کی بندگی کی تکمیل کے لئے اقامتِ دین کی اجتماعی جدوجہد میں شرکت کی ترغیب دی اور اس حوالے سے تنظیم اسلامی کی خصوصیات سامنے رکھیں۔ بعد نمازِ مغرب سوال و جواب کی بھرپور نشست رہی جس کے دوران امیر محترم نے لوگوں کے سوالوں کے تشفی بخش جواب مرحمت فرمائے۔

اگلی صبح گیارہ بجے ماہانہ دعوتی پروگرام کا آغاز ہوا۔ جناب شجاع الدین شیخ نے قصبہ میر واہ اور اباخیل میں ہونے والے شرمناک واقعات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جب تک ملک سے جاگیرداری نظام کا خاتمہ نہیں ہو جاتا' اس قسم کے واقعات کا اعادہ ہوتا رہے گا۔ بعد ازاں جناب انجینئر نوید احمد نے موجودہ حکومت کی جانب سے آئین میں مجوزہ ترامیم کے نتیجے میں پیدا ہونے والی متوقع قباحتوں کا ذکر کیا۔ امیر محترم نے سورۃ المدثر پر درس دیتے ہوئے حضرت آدمؑ سے حضرت مسیحؑ تک کے دورِ نبوت کو چاندنی سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کے بعد چھ سو سال تک نورِ نبوت کی غیر موجودگی میں دنیا پر شب ظلمت چھائی رہی تا آنکہ حضور ﷺ کی نبوت کا سورج طلوع ہوا۔ آپؐ کی دعوت کا آغاز انذارِ آخرت سے ہوا کیونکہ انسان کا اصل معاملہ آخرت سے تعلق رکھتا ہے۔ دنیا کی عارضی زندگی کے مسائل کو آپؐ نے درخورِ اعتناء نہ سمجھا۔ آپؐ کی دعوت کا ہدف دینِ حق کا غلبہ تھا جو آپؐ کی حیاتِ مبارکہ میں جزیرہ نمائے عرب کی حد تک مکمل ہو گیا' تاہم آپؐ کے مقصدِ بعثت کی تکمیل ابھی ہونی ہے۔ شام ساڑھے پانچ بجے سے نمازِ عصر تک ملتزم رفقاء کے ساتھ سوال و جواب کی ایک نشست رہی جس میں متحدہ مجلس عمل کی تائید' پاکستان کے دفاع کا جہاد فی سبیل اللہ ہونا اور دیگر امور پر گفتگو رہی۔ بعد نمازِ عصر روزنامہ ''امت'' کے پینل نے امیر محترم کا انٹرویو لیا۔ بعد نمازِ عشاء امیر محترم نے شیخ جمیل الرحمٰن مرحوم و مغفور کے پوتے کی دعوتِ ولیمہ میں شرکت فرمائی۔ اگلی صبح گیارہ بجے امیر محترم نے حلقہ خواتین کے ایک اجتماع سے تنظیمی امور پر خطاب فرمایا۔ 200 سے زائد رفیقات نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں امیر محترم کے دورے کے ثمرات سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے اور دینِ حق کے غلبہ کی جدوجہد میں ہماری حقیر سی کوششوں کو شرفِ قبولیت عطا کر کے نجاتِ اخروی کا ذریعہ بنائے!

(رپورٹ: محمد سمیع)

حلقہ سندھ (زیریں) کے زیر اہتمام ماہ جولائی میں ذمہ داران کا تربیتی اجتماع

جولائی کے پہلے ہفتے میں جب مرکزی ناظم تربیت محترم چوہدری رحمت اللہ بٹر مبتدی تربیت گاہ کے سلسلے میں کراچی تشریف لائے تو امیر حلقہ جناب محمد نسیم الدین نے انہیں 12 جولائی کو منعقد ہونے والے تربیتی اجتماع برائے ذمہ داران سے خطاب کی دعوت دے دی۔ اجتماع کے آغاز میں ناظم تربیت نے انتہائی کسر نفسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ''میں تو اناڑیوں کی تربیت کرتا ہوں جبکہ آپ سب ماشاء اللہ تنظیم کے ذمہ دار منصب پر فائز لوگ ہیں' میں آپ سے کیا عرض کر سکتا ہوں۔'' راقم دل ہی دل میں مسکرا دیا کہ یہ وہی اناڑی لوگ ہیں جنہیں چوہدری صاحب کی تربیت نے اس مقام تک پہنچا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی بھی اجتماعیت میں ذمہ داری کا منصب ایک امانت کی حیثیت رکھتا ہے اور اگر اس منصب پر فائز فرد اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔ احادیث میں جہاں منصب کی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھانے والوں کے لئے خوشخبریاں ہیں وہیں کوتاہی برتنے والوں کے لئے سخت وعیدیں بھی آئی ہیں۔ ہم سب اللہ کے دین کی سربلندی کی اس جدوجہد میں خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے سرگرم ہیں۔ لہٰذا ہم میں سے کوئی اگر کسی منصب پر اعزازی طور پر فائز ہو تو اسے ہرگز یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اگر اس نے تھوڑے سے کام کو ہی کافی سمجھا اور اپنے فرض کی ادائیگی میں کماحقہٗ دلچسپی نہ لی تو اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بازپرس کا سامنا نہیں ہوگا۔ ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ حتی الامکان اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتے اگرچہ اس کی خاطر اسے نفلی عبادات ترک کرنا پڑے۔ انہوں نے کہا کہ اپنے مامورین کے ساتھ ذمہ داروں کا تعلق مونس و ہمدرد کا ہونا چاہئے اور تحکمانہ انداز سے حتی الامکان گریز کرنا چاہئے۔ یہی وہ اسوۂ حسنہ ہے جو ہمیں صاحب خلق عظیم کے حوالے سے سورۂ توبہ کے آخر میں ملتا ہے' جہاں آپؐ کو اپنے اصحاب کرام کی بھلائی کے لئے حریص اور مومنوں کے حق میں رؤف و رحیم بتایا گیا ہے۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر سورۂ آل عمران میں حضور ﷺ کے اس نرم رویئے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر آپ تند خو ہوتے تو لوگ آپؐ کے گرد سے چھٹ جاتے۔ سوال و جواب کی نشست پر اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: محمد سمیع)

اسرہ ہارون آباد کا ماہانہ دعوتی پروگرام

یہ پروگرام 2 اگست کو ہارون آباد شہر سے تقریباً بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک گاؤں R-97/6 میں منعقد ہوا' جس میں تنظیم اسلامی کے ساتھیوں نے پرجوش طریقے سے شرکت کی۔

بعد نماز جمعہ تمام رفقاء کو سفر کے آداب اور تنظیمی نظم کے موضوع پر لیکچر دیا گیا۔ پھر تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد تقریباً پانچ بجے یہ قافلہ ہارون آباد سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا۔ عصر کی نماز گاؤں پہنچ کر ادا کی گئی' جس کے بعد جناب ذوالفقار علی نے ایمان کے موضوع پر مختصر درس دیا۔ اس کے بعد ساتھیوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا' جنہوں نے گاؤں کے لوگوں کو مغرب کے بعد ہونے والے خصوصی درس میں شرکت کی دعوت دی۔ بعد نماز مغرب حلقہ بہاول نگر کے امیر جناب محمد منیر احمد نے ''دین کا جامع تصور'' پر درس قرآن دیا۔ اس میں توقع سے زیادہ حضرات شریک ہوئے۔ بعد نماز عشاء جناب ذوالفقار علی نے ''سہ نکاتی لائحہ عمل'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

آرام کے وقفہ کے بعد تمام رفقاء کو تہجد کی نماز کے لئے جگایا گیا۔ تہجد کے بعد جناب امانت علی نے نماز کی درستگی کروائی جب کہ جناب ذوالفقار علی نے رفقاء کو مسنون دعائیں یاد کروائیں۔ فجر کی نماز کے بعد جناب ذوالفقار علی نے اختتامی درس دیا۔ اس پروگرام کے بارے میں گاؤں کے لوگوں نے کافی اچھے خیالات کا اظہار کیا اور اسے آئندہ بھی باقاعدگی کے ساتھ جاری رکھنے کی فرمائش کی۔ (رپورٹ: وقار اشرف)

اسرہ باڈوان کا دعوتی پروگرام

اس دعوتی پروگرام کا انعقاد (خمبو) باڈوان ضلع دیر کی مسجد الفاروق میں 28 جولائی کو ہوا۔ اس میں شرکت کے لئے اسرہ بٹ خیلہ کے نقیب جناب شوکت اللہ شاکر خصوصی دعوت پر تشریف لائے۔

مغرب کی نماز کے بعد راقم نے حاضرین سے مختصر دعوتی خطاب کیا اور انہیں نماز عشاء کے بعد منعقد ہونے والے خصوصی اجتماع میں شرکت کی دعوت دی۔

نماز عشاء کے بعد جناب شوکت اللہ شاکر نے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' پر مفصل خطاب کیا۔ انہوں نے چارٹ کے ذریعے دین اور مذہب کا فرق واضح کیا اور مسلمانوں کے دینی فرائض قرآن و حدیث کے حوالے سے تفصیلاً بیان کئے۔

اسرہ باڈوان کا قیام حال ہی میں عمل میں آیا ہے۔ اگرچہ یہ اسرہ کا پہلا دعوتی پروگرام تھا لیکن ہر لحاظ سے بھرپور اور کامیاب رہا۔ پانچ رفقاء سمیت 35 افراد شریک ہوئے۔ تقریر کے آخر میں سوال و جواب کے لئے بھی وقت دیا گیا۔ دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: تنظیم الحق)

تنظیم اسلامی لاہور (وسطی) کے زیر اہتمام تنظیمی' دعوتی و تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی لاہور (وسطی) کا ماہانہ ایک روزہ پروگرام 4 اگست کو اردو بازار میں واقع اس کے دفتر میں منعقد ہوا۔ لاہور (وسطی) کے امیر جناب حافظ محمد عرفان نے اپنے افتتاحیہ کلمات میں سفر کے حوالے سے حضور ﷺ کا مسنون عمل بیان کیا اور

مسنون دعا کے کلمات کی وضاحت کی۔ اس پروگرام کے حوالے سے انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری سعی و جہد کو قبول فرمائیں!

پروگرام کی پہلی نشست میں جناب عبدالرب کاشف نے ''فکر آخرت'' پر گفتگو کی جبکہ جناب امجد ظہور نے حالیہ ملتزم تربیت گاہ میں شرکت کے حوالے سے اپنے تاثرات بیان کئے۔ لاہور (وسطی) کے امیر نے اللہ کی راہ میں نکلنے اور اس میں تکالیف برداشت کرنے کے فضائل پر رفقاء کی خصوصی توجہ دلائی۔ چائے کے وقفہ کے بعد نماز ظہر تک امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد کے کتابچے ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' پر بڑا مفید مذاکرہ ہوا۔ بعد نماز ظہر طعام اور پھر آرام کا وقفہ تھا۔

دوسری نشست کے آغاز میں راقم نے ''حقیقت نفاق'' پر جبکہ جناب عمران حمید اور جناب امجد محمود نے بالترتیب ''حقیقت احسان'' اور ''سیرت صحابہؓ'' پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

بعد نماز مغرب دعوتی پروگرام کے لئے وقت طے تھا' جس کے لئے مرکزی ناظم دعوت وتربیت جناب چوہدری رحمت اللہ بٹر تشریف لائے۔ انہوں نے سورۃ الحج کی آخری آیات کے حوالے سے عبادت اور عبادات کے تصور میں فرق کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ صرف نماز' روزہ ہی عبادت نہیں بلکہ حقیقی عبادت پوری زندگی میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری اختیار کرنے کا نام ہے۔ ختم نبوت کا یہ تقاضا ہے کہ اب ہم اس دین کو قرآن مجید کے ذریعے لوگوں تک پہنچائیں۔ یہ قرآن محض حصول ثواب اور ایصال ثواب کے لئے نہیں بلکہ نوع انسان کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے۔

مجموعی طور پر اس پروگرام میں 30 رفقاء اور 15 احباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: نثار احمد خان)

اسرہ عثمان آباد' ملتان کا دعوتی اجتماع

یہ دعوتی اجتماع 19 جولائی کو جامع مسجد بلال' العطاء کالونی' ملتان میں منعقد ہوا۔ نماز عصر کے بعد رفقاء نے محلہ میں لوگوں کو دعوت دی۔ بعد نماز مغرب اسرہ عثمان آباد کے نقیب جناب پروفیسر محمود الٰہی چوہدری نے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عبادت کا لفظ ''عبد'' سے بنا ہے' جس کا مطلب ہے ''غلام''۔ ہمیں اللہ کی عبادت ایک ایسے غلام کی طرح کرنی چاہئے جو اپنے مالک کی خوشنودی کے لئے ہمہ تن اور ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم دین میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ دین اور مذہب کے فرق کو واضح کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلام ایک پورے نظام زندگی کے لئے روشنی بن کر آیا ہے اور اسے نافذ کرنے کے لئے باطل نظام سے کشاکش کرنی پڑے گی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے جماعتی زندگی ناگزیر ہے۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی ایسی جماعت میں شامل ہو جو جہاد التزام جماعت اور بیعت سمع وطاعت فی المعروف کے راہنما اصولوں پر قائم ہو اور منہج نبویؐ کے راستہ پر گامزن ہو۔ انہوں نے تنظیم اسلامی کا بھی مختصر تعارف کرایا اور لوگوں کو اس میں شمولیت کی دعوت دی۔ اس اجتماع میں رفقاء کی تعداد 15 جبکہ احباب کی تعداد 60 کے لگ بھگ تھی۔ (رپورٹ: محمد اکبر نور)

تنظیم اسلامی ملتان کی ماہانہ شب بیداری

27 جولائی کو تنظیم اسلامی ملتان کے زیر اہتمام ماہانہ شب بیداری کا پروگرام ہوا۔ نماز مغرب کے بعد تنظیم اسلامی ملتان کے امیر جناب ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی نے ''موجودہ عالمی حالات اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 11 ستمبر 2001ء کے بعد عالمی حالات تبدیل ہو چکے ہیں۔ امریکہ ایک بدمست ہاتھی کی طرح پوری دنیا پر دھن' دھونس اور دھاندلی کی بنا پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا ہے۔ مجاہدین اسلام کو آج دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے۔ فلسطین' کشمیر' افغانستان' بھارت' چیچنیا میں مسلمانوں کا خون ارزاں ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کی بے بسی اور بے حمیتی ناقابل بیان ہے' خاص طور پر مشرق وسطیٰ کے علاقے میں فلسطین اور اسرائیل دو آتش برگ ہیں۔ فلسطین کی پشت پر عالم عرب اور پوری امت مسلمہ ہے' جبکہ اسرائیل کی پشت پر یہود اور بالعموم پوری عیسائیت ہے۔ مستقبل قریب میں ان کا بہت بڑا تصادم ہونے والا ہے' جس کو احادیث مبارکہ میں ''الملحمۃ العظمیٰ'' کہا گیا ہے۔ اس میں پہلے مسلمانوں کا جانی و مالی نقصان ہوگا' جس کے بعد وہ حضرت مہدیؒ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی قیادت میں یہودیوں کو ختم کر دیں گے اور یوں دنیا پر اسلام کا غلبہ ہوگا۔ ہمیں موجودہ حالات سے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ پاکستان میں غلبہ اسلام کے لئے اپنی پوری توانائیاں صرف کرنی چاہئیں۔

نماز عشاء کے بعد خصوصی دعوت پر تشریف لائے ہوئے ایک مہمان مقرر جناب مولانا عبداللہ نے ''سیرۃ النبیؐ کے اخلاقی پہلو'' پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے نبیؐ نے دین کے راستے میں جو تکالیف اٹھائیں' وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اس کے بعد درس حدیث ہوا' جس میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت کو واضح کیا گیا۔ بحیثیت امت مسلمہ ہماری بنیادی ذمہ داری ہے کہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں' جس کے تین درجے ہیں: ''ہاتھ سے' زبان سے' دل سے۔''

اس پروگرام میں رفقاء کی حاضری تقریباً 25 جبکہ احباب کی حاضری 50 تھی۔ (رپورٹ: شہباز نور)

شکاگو میں نوجوانوں کے لئے چھ روزہ تربیتی کیمپ کا انعقاد!

تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے بینر تلے شکاگو میں 3 تا 8 اگست استفادہ عام اور نوجوانوں میں احیائے اسلام کا شعور پیدا کرنے کے لئے قرآنی تعلیمات اور سیرت مطہرہ ﷺ کے مطالعے پر مشتمل چھ روزہ تربیتی کیمپ منعقد کیا گیا۔ اس تربیت گاہ میں روزانہ اذان فجر سے نماز عشاء تک تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے ناظم تربیت جناب مصطفیٰ اترک' عمر مظفر اور واشنگٹن سے بطورِ خاص تشریف لانے والے رومی احمد نے مختلف موضوعات پر سیر حاصل لیکچرز دیئے اور ورکشاپ منعقد کیں۔ ویک اینڈ پر نوجوان شرکاء کی تعداد 22 رہی جس میں 6 نوجوان خواتین بھی شامل ہیں۔ تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے امیر جناب ظفر احمد خان نے بطورِ خاص نیویارک سے تشریف لا کر اس تربیت گاہ کا افتتاح کرتے ہوئے نوجوانوں کے جذبہ کو سراہا اور ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اس تربیت گاہ کی تشہیر اور کامیاب انعقاد کے لئے شکاگو کے رفقاء نے جس انتہائی لگن کا مظاہرہ کیا اور جناب عمر مظفر نے اپنی رہائش گاہ کو اس کام کے لئے وقف کیا' وہ یقیناً قابلِ تحسین ہے۔ اس تربیت گاہ کے اختتام پر شکاگو کے امیر جناب ہاشم رضا خان نے تمام شرکاء اور اساتذہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دین کے راستے میں استقامت اور احیائے دین کے کاموں میں محنت اور جستجو کی دعا فرمائی۔

(رپورٹ: رعنا ہاشم خان)

بقیہ: خلفائے راشدین

خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالے ابھی صرف سوا دو سال ہوئے تھے اور عمر 63 سال تھی کہ دار فانی سے رحلت کا وقت آ گیا۔ صحابہ کو بلا کر جانشینی کے متعلق مشورہ کیا اور عمرؓ کے بارے رائے لی۔ کچھ صاحبان نے ان کی طبیعت کی سختی کا ذکر کیا تو کہا خلافت کی ذمہ داری اس کو خود ہی نرم کر دے گی۔ چنانچہ عمرؓ کے حق میں عہد نامہ خلافت تحریر کرا دیا۔ جب خود مسجد نہ جا سکے تو امامت کی ذمہ داری حضرت عمرؓ کے سپرد کر دی۔ جمادی الاول 13ھ کو آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ غسل آپ کی اہلیہ اسماء بنت عمیس نے دیا۔ آپؓ کی وصیت کے مطابق پرانے کپڑے ہی دھو کر آپ کے کفن میں استعمال کئے گئے۔ حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (جاری ہے)

بقیہ: تجزیہ

تاکہ افغانستان کے لمبل سے خود کو چھڑا بھی لیا جائے اور سپر پاور کی ناک بھی نہ کٹے۔ بہرحال عراق پر حملہ کی وجہ جو بھی ہو ہمارے لئے اصل تکلیف دہ مسئلہ یہ ہے کہ ترکی نے اگرچہ عراق پر امریکی حملہ کی مخالفت کی ہے لیکن شنید یہ ہے کہ عراق پر حملہ کے لئے ترکی اپنے ہوائی اڈے امریکہ کے حوالے کر دے گا عراق میں امریکی سفیر اسی مقصد کے لئے دن میں دو دو مرتبہ بلند ایجوت سے ملاقاتیں کر رہا ہے اور بلند ایجوت کی امریکہ نوازی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں قطر میں ایک بہت بڑے امریکی فوجی اڈے کے انکشاف سے یہ راز بھی کھلا ہے کہ امریکہ کو سعودی عرب اب برائی کا محور کیوں محسوس ہونے لگا ہے۔ اگر مسلمان مالک ایک دوسرے کو یوں ہی غیروں کے ہاتھوں تباہ و برباد کرواتے رہے تو آخر میں خود ان کی باری بھی یقیناً آئے گی جسے اس بات پر یقین نہیں وہ تاریخ کے اوراق الٹے بات خود ہی سمجھ میں آ جائے گی۔

End Notes

(1) The Statesman, Pakistan, The News, Pakistan, front-page stories, Friday August 16, 2002.
(2) The Statesman, Pakistan, front Page story, Friday August 17, 2002.
(3) Robert D. Blackwill, US Ambassador to India, Address to the Delhi Policy Group, Habitat Centre, New Delhi, India, February 26, 2002
(4) The Associated Press, Monday, June 24 2002, http://www.washingtonpost.com/ac2/wp-dyn/A37357-2002Jun24?language=printer
(5) Israeli Prime Minister, Ariel Sharon, October 3, 2001
(6) Clinton's reply after Israeli Ambassador Shoval presented his credentials, September 10, 1998.
(7) Speech to American Jewish Committee, May 3, 2001.

نامے مرے نام

محترم حافظ عاکف سعید
مدیر ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' لاہور
السلام علیکم

مزاج گرامی! ''ندائے خلافت'' کا 8 اگست تا 14 اگست کا پرچہ پڑھا۔ اس میں گھریلو اخراجات میں کمی کا نسخہ دیکھا۔ ایک پریشانی ذہن میں تھی' وہ دور ہوئی کہ بہت سے لوگ غیر قومی مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل تو کرتے ہیں لیکن کون سی اشیاء استعمال کریں اس کے بارے میں نہیں بتاتے۔ آپ نے جو یہ کوشش کی ہے' بہت احسن اقدام ہے۔ اب لوگوں کو غیر قومی مصنوعات چھوڑنے میں آسانی ہو گی۔ میرا ارادہ ان صفحات کی فوٹو سٹیٹ کر کے تقسیم کرنے کا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی اس کاوش پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

فقط والسلام
عبدالرحمٰن صدیقی' شیخوپورہ

محترم حافظ عاکف سعید
السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

امید ہے آپ کے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ آپ نے ندائے خلافت کا ''فلسطین نمبر'' شائع کر کے ایک عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ میں نے ''فلسطین نمبر'' کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ تمام مضامین بڑے علمی اور معلوماتی ہیں۔ تاریخ کے طلبہ کے لئے خصوصی طور پر اور عام طلباء جو مطالعہ کا شوق رکھتے ہیں' ان کے لئے بھی یہ نمبر بہت مفید ہے۔ اس وقت فلسطین میں اسرائیل جو دہشت پھیلا رہا ہے اور بے گناہ فلسطینیوں کا خون بہا رہا ہے اس سے آپ پوری طرح واقف ہیں۔ آپ اور آپ کے رفقاء مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ایک عظیم تاریخی دستاویز مرتب کر دی گئی ہے۔

والسلام
عبدالرشید عراقی' ضلع گوجرانوالہ

مدیر ''ندائے خلافت''
السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

''ندائے خلافت'' کو اعلیٰ معیار پر شائع کرنے کی مبارکباد قبول فرمائیں۔ اس کے علاوہ ''میثاق'' کی جولائی 2002ء کی اشاعت میں ''نوشتۂ دیوار'' کے عنوان سے آپ کی تحریر بھی بڑی فکر انگیز تھی۔

میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ''ندائے خلافت'' میں کبھی کبھار جو تصاویر شائع ہوتی ہیں' ان سے گریز کیا جائے۔ میرے خیال میں ہمارا مقصد تصویر چھاپے بغیر بھی حل ہو سکتا ہے۔ دینی رسالے میں تصویر دیکھ کر احباب کو تعجب ہوتا ہے۔ اس حوالے سے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ''ندائے خلافت'' کو مرد اور خواتین دونوں پڑھتے ہیں۔ دروس قرآن اور دوسرے تنظیمی اجتماعات میں خواتین پردے میں بیٹھتی ہیں لہٰذا اگر رسالہ بھی وہ کسی تصویر کو دیکھے بغیر پڑھیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اگر کسی سیمینار یا جلسہ وغیرہ کا منظر شامل کرنا ہو تو صرف بینرز وغیرہ کی تصویر لگا دیا کریں۔

والسلام
نور خان' میانوالی

کم خرچ بالانشین **عمرہ پیکیجز** بمعہ رہائش اور ٹرانسپورٹ

1۔ یکم رجب تا 30 رجب (9 ستمبر تا 7 اکتوبر)

7 دن	7,000 روپے
10 دن	8,400 روپے
14 دن	10,200 روپے
21 دن	13,400 روپے

2۔ یکم شعبان تا 30 شعبان (8 اکتوبر تا 6 نومبر)

7 دن	7,600 روپے
10 دن	9,300 روپے
14 دن	11,400 روپے
21 دن	15,100 روپے

3۔ یکم تا 15 رمضان المبارک (7 نومبر تا 21 نومبر)

7 دن	10,100 روپے
10 دن	13,000 روپے
14 دن	16,600 روپے

4۔ 16 رمضان تا 5 شوال (22 نومبر تا 10 دسمبر)

7 دن	16,000 روپے
10 دن	21,200 روپے
14 دن	28,200 روپے

نوٹ: ☆ ان چارجز میں ہوائی جہاز کا کرایہ شامل نہیں۔
☆ ہوائی جہاز کا ٹکٹ 25,100 روپے کا ہے جو ہم سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔
تاہم یہ کرایہ پی آئی اے کے کرائے میں کمی بیشی سے مشروط ہے۔
☆ اوپن سکیم کے تحت حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہم سے رجوع کریں۔

خدمات حج و عمرہ کا بااعتماد ادارہ

مزید تفصیلات کے لئے : **حسن ٹریولز** (پرائیویٹ) **لمیٹڈ**

19۔ سنٹرل کمرشل مارکیٹ' ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون 5832905-5854728

انتقالِ پُر ملال

☆ تنظیم اسلامی سوسائٹی' کراچی کی رفیقہ محترمہ پروین عبدالکریم کے شوہر قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔
☆ رفیق محترم یوسف حسن کے والد کا جو رفیق محترم سلمان منظر کے دادا تھے' انتقال ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے' انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

Abid Ullah Jan
(E-mail: anidjan@tanzeem.org)

The Curse of Half-Truths

It was really surprising to read the front-page blaring headline: "Indo-Israeli nexus threat to Muslim world." [1] From a "moderate" point of view this amounts to "airing conspiracy theories." At first glance it looks like a statement from some "extremist" religious leader, but a detailed reading reveals the words belong to General Musharraf – Washington's moderate darling. And yet more surprising is the next day's headline whereby Musharraf asks US–a member of the same nexus – "to help resolve Kashmir dispute." [2]

The General must have thought a thousand times before mustering enough courage to publicly declare Israel and India a "threat to the Muslim world." It is a great retreat by the General since his ultra-moderate speech on January 12, 2002. With reference to Pakistanis emotional attachment with Palestinians, Bosnians, etc., he said, "we are not Islam's *tekadar*" – means, why shall we have a monopoly over defending Islam, why not others? As a moderate Muslim, it's a sin to call policies of Mr. Bush's "man of peace" a threat to Islam. Similarly, Vajpayee is doing nothing other than crushing "militant Muslims."

By "moderate" standards General Musharraf's words is a "hate speech" in which he is "swept away by emotions." However, he excluded US from the nexus and asked its help the very next day for solving the Kashmir issue. It must now be clear to the "moderates," who believe the on going "war on terrorism" is not a war on Islam that if Musharraf, US closest ally, is right in his latest assertion, it is then definitely a US-led war on Islam. Otherwise Musharraf is wrong. Let us see how.

Cautious Musharraf told the half-truth by keeping US out of the nexus, but if we want to defend Islam from any threat, we need to learn how to tell the whole truth.

The whole truth, according to Vajpayee, is that India and US are "natural allies." Musharraf blames India for threatening Islam, whereas Bush praises it for its "constructive global role." Bush says, the US is working with India "in ways [they] have never before. [3] The whole truth, According to Bush, is that no matter we call it a threat to Islam or else, Israel has the right to "continue to defend herself." [4] Musharraf asks US for help, forgetting Sharon words: "I want to tell you something very clear...We, the Jewish people, control America, and the Americans know it." [5] Former US Senator William Fulbright admits this reality. In his words: "Israel controls the United States Senate."

Musharraf's rude realisation that at least Israel and India are a "threat to the world of Islam" makes our job easy. It makes the US a threat to the world of Islam by default. Using the same American formula of "with us or against us" and considering any one enemy who "harbour, support or finance" our enemy, US becomes the serious threat to our existence. Doesn't matter if we don't have daisy cutters and cluster bombs to overthrow Bush and install an ISI trained puppet on throne in Washington.

The Taliban are still being chased to nothing less than death for their support to the US-declared enemies of America. By that logic, US is an enemy of Islam because Bill Clinton called US relationship with Israel "a special—even on occasion a wonderful relationship." And just like the Taliban feelings for their guests, the US is "proud of the strong bond [it has] forged with Israel, based on ...shared values and ideals." [6] In the words of Bush Junior: "We will stand up for our friends in the world. And one of our most important friends is the State of Israel. [7]

The US is the Chief sponsors of its eternal friends, who are knee deep in Muslim blood and Musharraf considers them as enemies. Unlike Al-Qaeda, whose involvement in September 11 attacks has yet to be substantiated by presenting credible evidence, Israel and Indian atrocities are not hidden from anyone. The Taliban didn't violate any UN SC resolution. Whereas the state of Israel stands in open, stick-it-where-the-sun-don't-shine defiance of more than 60 UNSC resolutions. Enforcing UN resolutions against Iraq is OK, even if it means killing half a million Iraqi children, but no resolution can be enforced against Israel because the US refuses to allow any enforcement actions. So, if Israel appears on the list of enemies of Islam, the US must top the same list.

For how long would personal interests of our leaders hold them from telling the whole truth? If the US can consider the Taliban as enemies for their association with Al-Qaeda, why can't we include US in the nexus that threatens the world of Islam? Would any leader be able to save us from an enemy whose every dictate he accepts as a word from heavens? Would we ever have peace, harmony and stability at home, if we devise our internal policies on the instruction from an enemy, whose sole objective is to divide and weaken us? Are Iraq and now Saudi Arabia not examples of US friends turned into enemies because they have shown reluctance to accept every right or wrong from Washington? Irrespective of our reluctance to tell the whole truth and irrespective of our presenting ourselves as the best "moderate" Muslims, we are in for a future far worse than what Afghanistan is facing today.

Unlike Muslim leaders, many western analysts, such as Robert Fisk, Charley Reese and others, are courageous enough to tell the whole truth. We may never see an end to global apartheid for Muslims and peace and security for all as long as Muslim leaders themselves do not stand up against injustice and Western double standards. It is highly unlikely that 52 countries would unanimously say one thing and US would do another. The US would never continue following the course once travelled by Hitler, provided we have the courage to tell the whole truth.